بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے اڑتالیس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

574-75

شعبان، رمضان ۱۴۳۴ھ

جون، جولائی 2013

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباء نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباء علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جا سکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

جلد نمبر.............. 48
شمارہ نمبر 9-10
شعبان، رمضان ۱۴۳۴ھ
جون' جولائی ۲۰۱۳ء

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

بیورو برائے تحقیق و اشاعت
قرآن اکیڈمی لائبریری
27-7-13
اکوڑہ خٹک
K-36 ماڈل ٹاؤن

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: مصر میں جمہوری حکومت کا قتل اور فوجی فراعنہ و امریکی سامری کی واپسی۔
مکتبہ حقانیہ ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ سرچ ایبل لائبریری کے تاریخی کام کا آغاز......راشد الحق سمیع حقانی ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۶
- عذاب الٰہی کی مختلف صورتیں .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۳
- اعجاز قرآن اور مستشرقین .... ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی ۲۹
- علم مقصد ہے وسیلہ نہیں! .... حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ ۳۹
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات .... مولانا نور محمد ثاقب ۴۳
- اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی .... مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی ۵۱
- حقائق سے چشم پوشی کیوں؟ .... ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۵۹
- خواتین کی آزادئ اظہار رائے عہد رسالت میں .... ڈاکٹر شائستہ پروین ۶۵
- روزے کی فضلیت .... مولانا حافظ لقمان الحق حقانی ۶۹
- فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۷۳
- دارالعلوم کے شب و روز .... ادارہ ۷۷
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۷۹

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ : www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250' بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مھتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

مصر میں جمہوری حکومت کا قتل
اور فوجی فراعنہ و امریکی سامری کی واپسی

مصر کی بدترین سیاسی صورتحال پر قلم و دماغ دونوں ششدر بلکہ حیران و پریشان ہیں کہ کس ظلم و بربریت کے ساتھ مصر میں ایک جمہوری، آئینی اور عوامی تائید و حمایت سے برسرِ اقتدار آنے والی حکومت کو انتہائی گھٹیا اور غیر قانونی اقدامات کے ساتھ فوجی بغاوت کے نتیجے میں جبری ختم کردیا گیا ہے۔ مغرب اور امریکہ ہمیشہ جمہوریت کے دعویدار رہے ہیں اور بظاہر یہ جمہوری قوتوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور فوجی بغاوتوں پر اپنے سخت ردِعمل کا اظہار ڈرامے کے طور پر کرتے ہیں لیکن مصر میں اِس تازہ فوجی بغاوت بلکہ جمہوریت پر ڈاکہ زنی پر نہ صرف خوش ہیں بلکہ بغیر کسی حجاب اور شرم کے انہوں نے اسے نہ صرف قبول کرلیا ہے بلکہ پہلے سے بند ہر قسم کی امداد بھی فوراً بحال کردی ہے۔ دراصل مرسی اور اخوان المسلمون کی منتخب حکومت کو روزِ اول ہی سے امریکہ، اسرائیل، مشرقِ وسطیٰ کے مطلق العنان حکمرانوں، مصر کے سیکولر حلقوں، عیار بیوروکریسی، امریکی اور یہودی مفادات کے علمبردار، مصری فوج کے جرنیلوں، حسنی مبارک کی کرپٹ عدلیہ، عیاشی و فحاشی و بے حیائی کا علمبردار الیکٹرانک و پرنٹ مصری میڈیا اور بزنس کمیونٹی نے اخوان المسلمون کی حکومت کو دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ اِسی لئے مرسی کے حکمران بننے کے فوراً بعد اس کے خلاف طرح طرح کے منفی پروپیگنڈے شروع کردیئے گئے اور سازشوں کا ایک ایسا جال بُنا گیا کہ بیچارے مرسی کیلئے پَر مارنا بھی محال کردیا گیا اور مصر کے پہلے منتخب صدر کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ مصری فوج نے سب سے پہلے سپریم کورٹ اور عدلیہ کو اس کے مقابلے میں کھڑا کیا۔ پھر نئے آئین کے ریفرنڈم کے مسئلہ پر ایک ایسے اسلامی عرب ملک میں شورش بپا کی گئی کہ مصر کے آئین میں اسلامی دفعات کی ترامیم کیوں شامل کی جارہی ہیں؟ یہ سب کچھ ایک ایسے اسلامی ریاست میں ہورہا تھا جس کی بنیاد عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے فرمان کے مطابق رکھی تھی، جس کی تعمیر و ترقی میں انبیا علیہ السلام سے لیکر صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی بے مثال قربانیاں شامل تھیں۔ وہ ملک جس کا نام قرآن میں آیا تھا، ایسے ملک میں اسلامی آئین اور اس کی دفعات پر سب اداروں نے تیوریاں چڑھادی تھیں پھر بعد کے مزید اسلامی اور جمہوری اقدامات مرسی حکومت کیلئے ''جرائم'' ٹھہرائے گئے۔ اِسی طرح مرسی حکومت کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اِس نے فلسطین و غزہ کے مظلوم مسلم بھائیوں پر مصر کے بارڈر (رفح کراسنگ) کھول دیئے تھے اور غذائی اجناس و

ادویات کی بندش ختم کردی تھی جو اسرائیل کیلئے قطعاً قابل قبول نہ تھا۔ اسی طرح مرسی حکومت عالم اسلام کے ساتھ بھائی چارے اور برابری کا پرچار کر رہی تھی جسے اسرائیل اور امریکہ دونوں برداشت نہیں کر رہے تھے۔ وہ دونوں سمجھ رہے تھے کہ مرسی کے اقدامات کے نتیجے میں پورے مشرق وسطیٰ، افریقہ بلکہ عالم اسلام میں ایک آئیڈیل انقلابی حکومت سامنے آ رہی ہے اور انکے تمام آئندہ کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جانے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے مرسی کا خلاف اقتصادی بدحالی اور خصوصاً ایندھن کے جعلی بحرانوں کے ذریعے قافیہ تنگ کرنا شروع کر دیا کیونکہ مسلمانوں کی بدقسمتی اور شامت اعمال کے باعث اقتصاد اور ایندھن کے خزانوں کی چابیاں یہود ونصاریٰ کی جیبوں میں ہیں۔ پھر مرسی کے ترکی کے وزیر اعظم جناب طیب اردگان کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعلقات، سیاسی ہم آہنگی اور ذہنی وفکری اتحاد اور اسرائیل کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا بار بار اظہار مرسی کا ایک اور ''ناقابل معافی جرم'' تھا، جس سے پورے خطے میں امریکہ اور اسرائیل کے مفادات اور چوہدراہٹ پر ضرب پڑ رہی تھی۔ لہٰذا ان تمام عوامل کی بناء پر ایک نو منتخب جمہوری حکومت کو بارہ مہینے کے اندر اندر فارغ کرنے کی ایک نئی طرح کا آغاز ہو گیا ہے۔ یہ مغرب، امریکہ اور سیکولر دنیا کا ایک ارب سے زائد مسلمانوں کیلئے پیغام ہے کہ وہ جارج ڈبلیو بُش کی شروع کردہ نئی صلیبی جنگ کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ انہیں نہ الجزائر کے مسلمانوں کی منتخب حکومت چاہیے نہ افغانستان کے ملا محمد عمر کی، نہ انہیں تیونس اور لیبیا کی اسلام پسند حکومتوں سے کوئی دلچسپی ہے نہ انہیں مصر کے صدر مرسی کی حکومت گوارا ہے، نہ انہیں لبرل ترکی کی منتخب حکومت کی انقلابی ترقی ایک آنکھ بھاتی ہے۔ دراصل ان قوتوں کا شخصیات سے جھگڑا نہیں بلکہ یہ اسلام کے عالمگیر نظام سے خائف ہیں اور اس کی خودمختاری، آزادی وخودداری پر انہیں اعتراض ہے۔ اسی لئے مصر میں برطانیہ کے گورنر جنرل لارڈ کرومر نے 1908ء میں اپنی کتاب ''ماڈرن ایجپٹ'' (Modern Egypt) میں صاف گوئی سے لکھا ہے:

"England was prepared to grant eventual political freedom to all of her colonial possessions as soon as a generation of intellectuals and politicians, imbued through English education with the ideals of English culture, were ready to take over, but under no circumstances would the British Government tolerate for a single moment an independent Islamic state" (Lord Cromer, In Modern Egypt 1908)

''جونہی دانشوروں اور سیاستدانوں کی ایک نسل انگریزی تعلیم کے ذریعے انگریزی کلچر کے آئیڈیل کی حامل پیدا ہو جائے گی انگلینڈ اپنی تمام کالونیوں کو سیاسی آزادی دے دے گا، لیکن کسی بھی صورت میں برطانوی حکومت ایک لمحے کیلئے بھی خودمختار اسلامی ریاست برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں'' (Ref. Friday Special)

لہٰذا امریکہ اور مغرب دونوں نے اخوان المسلمین کی حکومت کے جرأت مندانہ اقدامات کو اپنے لئے ایک چیلنج سمجھ لیا کہ عالم اسلام کے انتہائی اہم ترین اور تاریخی وسیاسی لحاظ سے سرفہرست عرب اسلامی ملک مصر آزادی وخودمختاری کے کس راستے پر چل پڑا ہے؟ انہیں امریکی واسرائیلی طفیلی ریاست مصر کے یہ ''نئے طور

طریقے" بالکل قابل قبول نہ تھے۔ اسی لئے انہوں نے پہلے چھپ کر اور پھر بعد میں کھل کر مصری فوج کا ساتھ دیا۔ لیکن امریکہ اور سیکولر حلقے جو آج خوشی کے شادیانے بجارہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ انہوں نے جمہوریت کا گلہ گھونٹ کر کچھ اچھا نہیں کیا۔ مصر میں جمہوریت کے قتل کے بعد وہاں کے لاکھوں مسلمانوں میں شدید غم وغصہ اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ مصر میں خانہ جنگی اور انتہا پسندی کی صورت میں نظر آنے کے قوی امکانات موجود ہیں اور اس ظالمانہ فعل کے نتیجے میں القاعدہ کے اہم مصری رہنما ڈاکٹر ایمن الظواہری کے اس موقف کی تائید بھی ہوجاتی ہے کہ جب انہوں نے اخوان المسلمین سے اس بات پر قطع تعلق کرلیا تھا کہ آپکی تمام جمہوری و سیاسی جدوجہد کبھی بھی ثمر بار نہیں ہوسکتیں۔ مصر اور عالم اسلام کے تمام ممالک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے انتخابات اور مغربی جمہوریت سودمند ثابت نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا مصر میں اخوان المسلمین کی منتخب جمہوری حکومت پر شب خون مار کر آج امریکہ اور مصری فوج نے ڈاکٹر ایمن الظواہری کے موقف کو ایک بار پھر صحیح ثابت کردیا ہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ الٹا اخوان المسلمین کے نہتے شہریوں کو مخالفین اور فوج دونوں نے چُن چُن کر شہید کرنا شروع کردیا ہے۔ صرف قاہرہ میں نماز کے دوران 55 سے زائد نمازیوں کو گولیوں سے بھون دیا گیا۔ اسی طرح مصر بھر میں درجنوں بے گناہ لوگوں کو شہید کیا جارہا ہے۔ ہزاروں کو پابند سلاسل کردیا گیا ہے۔ آخر یہ کون سی جنگل کی بستی ہے؟ جس میں اپنے ہی ملک اور اپنے ہی شہریوں کو سیاسی اختلاف رائے کی بنیاد پر تختہ دار پر چڑھایا اور ذبح کیا جارہا ہے۔ بندوق اور ٹینک سے عام شہری اور ملک کے آئین دونوں کو روندھا گیا۔ اس تمام نازک صورتحال پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اسلام آباد میں اپنی رہائش گاہ پر آئے ہوئے امریکی سفیر مسٹر رچرڈ اولسن اور انکے ساتھ آئے ہوئے وفد کو مصر میں ہونے والی زیادتی پر عالم اسلام اور خصوصاً پاکستانیوں کے تحفظات اور غم و غصے کا بھرپور اظہار کیا کہ ان اقدامات سے پورے عالم اسلام میں امریکہ کے خلاف نفرت اور غصہ مزید پیدا ہوگا۔ جمہوریت کے راستے سے بھی آئے ہوئے اسلام پسند جماعتیں آخر کار امریکہ کو کیوں قابل قبول نہیں؟ بہرحال نیل کے ساحل پر آنے والے طوفان بربریت اور خون کی ہولی پر امت مسلمہ اور اسکی حکمران قیادت کی مجرمانہ خاموشی مزید غم وصدمے کا باعث ہے۔ لیکن امید کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اکیسویں صدی میں سارے عالم اسلام میں جمود کی موٹی تہہ جگہ جگہ سے ٹوٹ رہی ہے' اسلامی قوتیں اپنی عارضی شکست وریخت کے بعد نئی توانائیوں کیساتھ کہیں نہ کہیں پنپ اور اُبھر رہی ہیں۔ الجزائر' ترکی' افغانستان' تیونس' لیبیا' مصر' یمن' مالی اور مراکش کے گرم محاذوں سے باقی سارے عالم اسلام کے مسلمانوں کو نئی حدت' تازگی' جوش و جذبہ کی نویدیں مل رہی ہیں۔ اسی مصر میں اخوان المسلمین چالیس سال سے ظلم و بربریت کے جام پے درپے نوش کررہی ہے اور اسکے پایہ استقلال میں ذرہ برابر بھی جنبش نہیں آئی۔

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے ۔۔۔ پھر کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

تیرے آنے سے فقط زنجیر ہی بدلی گئی ۔۔۔ ہم اسیروں پر جفا کا باب وا پہلے سے تھا

مکتبہ حقانیہ

ڈیجیٹل کمپیوٹرائز سرچ ایبل لائبریری کے تاریخی کام کا آغاز

عہد جدید کے نئے تقاضوں اور نت نئی سائنسی تحقیقات' ایجادات اور علم و تحقیق کے نئے نئے زاویوں' ضابطوں اور جدید اصولوں سے انکار کبھی بھی دینی مدارس نے نہیں کیا۔الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ارباب اہتمام شروع دن ہی سے نئے زمانے میں نئی آنے والی تمام مثبت تبدیلیوں کا خیر مقدم کرتے چلے آرہے ہیں اور نظام تعلیم میں بھی ہر قسم کی اصلاحی اور عصری تبدیلیوں کا وقتاً فوقتاً خیر مقدم کیا جاتا ہے۔اسی سلسلے میں کچھ عرصے سے کمپیوٹر' موبائل' انٹرنیٹ اور دیگر جدید آلات سے جہاں منفی چیزوں کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے وہیں اِن چیزوں سے بہت سی مثبت اور تعمیری' علمی و تحقیقی کام بھی سامنے آرہے ہیں۔مثال کے طور پر کتاب اور مکاتیب نگاری کا کام ہر آنے والے دن کے ساتھ سکڑتا چلا آرہا ہے اور آئندہ بیس تیس برس میں بدقسمتی سے کتاب اور قلم کا کردار اور اہمیت مزید خطرے سے دوچار ہو جائے گی۔اسی لئے مغربی دانشور علمی و تحقیقاتی اداروں نے اپنے تمام علمی اثاثوں' لائبریریوں کو کمپیوٹر' نیٹ' سی ڈیز بلکہ میموری کارڈز میں سمو لیا ہے۔بلکہ یوں کہیے کہ انہوں نے واقعتاً محاورے سے بڑھ کر عملی طور پر علمی سمندروں کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔لہٰذا کافی عرصے سے راقم السطور ناکارہ یہ ضرورت محسوس کر رہا تھا کہ دارالعلوم حقانیہ کی تمام تصنیفات' تالیفات اور خصوصاً قدیم و تاریخی لائبریری کو بھی ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ سرچ ایبل لائبریری میں کیوں نہ محفوظ کیا جائے۔الحمدللہ یہ قدم اسباب وسائل کی عدم موجودگی کے باوجود توکل علی اللہ شروع کر دیا گیا ہے۔گو کہ اکوڑہ خٹک ایک گاؤں ہے اور اس میں جدید اسباب وسائل اور افرادِ کار کا ملنا اس بڑے علمی کام کو سر کرنے کیلئے گویا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے'لیکن اپنے بزرگوں' اساتذہ کرام اور خصوصاً حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی منظوری اور دلچسپی کے باعث اس علمی کام کا آغاز الحمدللہ شروع ہو چکا ہے۔جس کے لئے ہمیں دیگر علمی و تحقیقی اداروں' دینی مدارس اور اس نئے شعبے سے وابستہ ماہر افراد کی تجاویز' آراء و تعاون کا انتظار ہے۔پھر خصوصاً فضلاء حقانیہ سے اس ناکارہ کی گزارش ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی علمی' تحقیقی و تصنیفی تالیفات بذریعہ ڈاک یا بذریعہ ای میل' سی ڈی' یو ایس بی یا میموری کارڈ وغیرہ سے ماہنامہ الحق کے ایڈریس پر روانہ کریں کہ انہیں بھی اس عظیم علمی لائبریری میں محفوظ کیا جائے۔وما توفیق الا باللہ

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۵۸ء۔ ۱۹۵۹ء

قسط (۲۱)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں............ (مرتب)

جدہ محترمہ (شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی والدہ) کے بعض دیگر خاندانی حالات:

مجھے اپنی دادی جان سے (جبکہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا) ان کے جو خاندانی حالات معلوم ہوئے جو انہوں نے خود سنائے اور ہوسکتا ہے کہ ان کے حافظے کے ضعف کے اس عمر میں کچھ کمی بیشی ہو مگر میں نے جوں کے توں یہ ان سے لکھے ہیں۔

نام ریحانہ، والد کا نام محمد شریف اللہ، والدہ کا نام گل ریحانہ حمیدہ، بھائی حنیف اللہ، محمد اسرائیل، حبیب اللہ اور امیر اللہ ہیں۔ دادی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میری والدہ مولانا فضل رحیم و مولانا فضل الرحمٰن سکنہ لوند خوڑ کی بہن تھیں۔ چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں مرتے وقت بھی خدا کو یاد کررہی تھیں۔

ذی الحجہ کے ۹ دن، محرم کے گیارہ روزے اور ہر سال اس کے علاوہ تین ماہ سات دن روزے رکھتی تھیں، حالت

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نزع اور قبض روح کے وقت نور کا ایک شعلہ کمرے کے کونے کونے میں پھیل گیا اور سب کو دیکھنے میں آیا۔موت کے بعد بھی کپڑے بدلتے وقت ہاتھ سینے پر باندھے محسوس ہوئے وفات شہزادہ کلی یعنی جہانگیر آباد نزد کلپانی تخت بھائی ضلع مردان میں ہوئی۔

دادی صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے نانا کو بچپن میں دیکھا تھا میری عمر چار پانچ سال کی تھی' دادا کو نہیں دیکھا اس کا انتقال عربی بانڈہ نزد جہانگیر آباد کلپانی مردان میں ہوا وہاں ان کی قبر ہے۔

دادی صاحبہ نے کہا کہ میری دادی' میری شادی کے چھ سات ماہ بعد فوت ہوئی وفات یوم العرفہ کے صبح صادق سے کچھ پہلے جس وقت ہمیشہ تہجد پڑھتی تھیں اس وقت ہوئی دادی نے کہا میرے والد بھی جمعہ کی صبح اور والدہ بھی تہجد کے وقت فوت ہوئیں دادی لوند خوڑ کی تھیں' میرے والد (محمد شریف اللہ) کے دادا ما یار (طورو) میں دفن ہیں۔سکھوں کے ہنگاموں میں عربی کلی نزد جہانگیر آباد جانا ہوا' دو قبریں متصل ہیں' مرجع عام ہیں دو رہٹ اس کے قریب ہیں' خارش پھوڑے پھنسیوں کے لئے لوگ اللہ سے دعا مانگنے مزار پر جاتے ہیں۔میری شادی جمادی الثانی میں ہوئی۔

بچپن سے قصص الانبیاء' پشتو نور نامہ کلاں وخورد' وفات نامہ و جنگ نامہ حفظ کرایا جاتا۔قرآن شریف اپنے والد سے پڑھا۔دعائے گنج العرش برزبان حفظ تھا۔سورہ رحمٰن' سورہ نور' سورہ یٰسین' سورہ مزمل' سورہ ملک والضحیٰ وغیرہ حفظ کئے۔میرے والد مجھے کہا کرتے تھے سحری کو چکی پیستے وقت حفظاً تلاوت کیا کرو تو بہت لطف ہوتا۔ہم دھڑی چھ سیر گندم صبح تک پیس لیتے' پھر کھیتوں تک جانے کے وقت تک لسی بھی تیار کر لیتے' دہی وغیرہ صبح کھایا جاتا' چائے کا رواج نہ تھا۔

حضرت کی ولادت' صلحا کا اجتماع اور والد گرامی کی مسرت وسخاوت:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کی والدہ (ہماری دادی جان) نے فرمایا کہ آپ میری شادی کے دو سال بعد محرم الحرام میں اتوار کی صبح سحری کے وقت اذان سے پہلے پیدا ہوئے۔ ۷ محرم کو والد صاحب نے خوشی میں علاقہ کے علماء اور صلحا میں ۱۶۔۱۶ گز کے کپڑے اور پگڑیاں تقسیم کیں۔حاجی صاحب مہربان علی شاہ' جناب حاجی صاحب محلہ قصابان اور جناب حاجی عبدالقیوم وغیرہ اس تقریب میں شریک تھے۔حضرت کے والد صاحب نے اس موقع پر بکرے بھی ذبح کئے۔

میں حاجی صاحب معروف گل کی دوسری بیوی تھی' پہلی بیوی کا میری شادی سے قبل انتقال ہو چکا تھا' مولوی صاحب (مرحومہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو اسی نام سے پکارا کرتی تھی) دو سال تک دودھ پیتے رہے' تین سال کے ہوئے تو بولنا شروع کیا اکثر لیٹے ہوئے بائیں پاؤں کا انگوٹھا چوسا کرتے تھے۔

بسم اللہ تقریب:

دادی جان راوی ہیں کہ جب حضرت شیخ الحدیثؒ چار سال چار ماہ کے ہوئے تو آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی' رب یسرولاتعسر وتمم بالخیر کہلوا کہ اب ت ث کا قاعدہ شروع کرایا گیا' بچپن میں بھی ذہن دینی تھا' رسم بسم اللہ سے قبل بھی آپ اذان اور مسجد جاتے اور نماز کی ہیئتیں بناتے اور نقلیں وغیرہ اتار لیا کرتے' اسی عمر ۴ تا ۵ سال میں سنت ختنہ ادا ہوئی' ختنہ کی تقریب میں والد گرامی نے بڑا اہتمام کر رکھا تھا صالحین اور اہل اللہ کو دعا کیلئے جمع کیا

ناظرہ قرآن کی تعلیم:

ناظرہ قرآن مجید کچھ والد صاحب اور کچھ مجھ سے پڑھا' ابتداء میں خط غالباً حاجی صاحب قصابان سے سیکھتے رہے۔

شوق خطابت:

ابھی چھ سال کی عمر تھی کہ مسجد میں منبر پر بیٹھ جاتے اور اونچی آواز سے ان اللہ وملئکة یصلون علی النبی الخ پڑھتے اور کبھی انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب پڑھتے اور اس کا ترجمہ سناتے۔

خاندانی یادداشتیں:

حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ۱۹۱۹ء یاد ہے' جب ہم اسے تختی پر لکھا کرتے تھے۔

ہجرت کابل: کابل کو ہجرت کے واقعات کے ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ میرے والد صاحبؒ نے بھی انگریزوں کے دور میں کابل کو ہجرت کرنے کیلئے بیل گاڑی خریدی تھی۔ تاکہ موقعہ ملتے ہی ہجرت کریں' بال بچوں اور سامان وغیرہ کیلئے وہ بیل گاڑی کو مفید سمجھتے تھے۔ ہم اس وقت بہت خوش ہو رہے تھے کہ چلو اسباق کی چھٹی ہوگی۔

حضرت کے پہلے استاذ حاجی صاحب مسجد قصابان: صوفی فنا فی اللہ' اخلاص وتقویٰ کا نمونہ' استاذ العلماء' حاجی صاحب مسجد قصابان کی وفات ۹ رمضان ۷۵ھ بمطابق ۲۰ اپریل ۵۶ء' ۸ بجے صبح ہوئی مسجد کے دروازہ میں دفن ہوئے نوجوانی میں مشرق وسطیٰ وغیرہ کی سیر وسیاحت کی' نصف صدی تک اکوڑہ میں اپنے تصوف' کتب نظم فارسی خصوصاً مثنوی روم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے' احقر (سمیع الحق) کو بھی بچپن میں دس سال کی عمر اپنے جد امجد کے حکم پر گلستان پڑھائی' حضرت والد صاحب نے بچپن میں ان سے نظم کی کتابیں پڑھیں' (مجھے بچپن سے بلاد مقدسہ اور سیر وسیاحت کی باتوں سے بڑا شغف رہا۔) ان سے کرید کرید کر یہ حالات پوچھتا رہتا۔ اور وہ بڑی شفقت سے سناتے۔ والد صاحب سے انتہائی شفقت اور محبت تھی' آپ جب بھی تعطیلات دیوبند سے آتے تو اپنے ہاں ضرور کباب (اکوڑہ خٹک کے چپلی کباب کی اس زمانہ میں بڑی شہرت تھی) کی پر تکلف دعوت فرماتے۔

والد صاحب بھی عید وغیرہ کے مواقع پر رات کو کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر سلام کے لئے حاضری دیتے اور اکثر میرے ہاتھ پر کچھ ہدیہ بھی بھیج دیتے اور کہلواتے کہ میرے لئے دعا کریں اور ناراض نہ ہوں مجھے

فرصت نہ تھی ورنہ خود حاضر ہوتا۔

اکوڑہ کے رئیس خان اعلیٰ محمد زمان خان جو علماء وصلحا کے گرویدہ اور صاحب علم وتقویٰ بزرگ تھے'انہوں نے علماء وصلحا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی' ضعف کی حالت میں ہماری مسجد (مسجد قدیم دارالعلوم حقانیہ) میں آئے حاجی صاحب قصابان (مرحوم) بھی وہاں تشریف لائے یہ ان کی ہماری مسجد میں آخری تشریف آوری تھی۔اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ وفات سے دوروز قبل ۷رمضان کونماز مغرب میں ان سے میری آخری ملاقات ہوگئی۔

مولانا عبدالقادر کی شاگردی اور اکوڑی کیمبلپور کا سفر:

والد صاحب نے حاجی محمد یوسف کوفرمایا کہ میں نے آپ کے والد مولانا عبدالقادر سے زنجانی پڑھی ہے۔

دادی نے فرمایا ۸سال کی عمر میں صَرف میر یاد کرانے کے لئے مولوی صاحب (مولانا عبدالحق) کو والد نے اکوڑی کیملپور وہاں کسی تعلق اورواقفیت کی بناء پر روانہ کردیا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے درج ذیل فہرست کے مطابق اساتذہ علم سے استفادہ کیا:

(۱) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی......بخاری شریف'ترمذی شریف

(۲) حضرت مولانا محمد اعزازعلی صاحب...... بیضاوی'ہدایہ آخرین'موطا امام مالک (جس کا دارالعلوم دیوبند میں بالالتزام درس ہوتا تھا)

(۳) مولانا محمد ابراہیم بلیاوی......امور عامہ'شرح اشارات'مسلم شریف'توضیح وتلویح'مسلم الثبوت

(۴) حضرت مولانا رسول خان صاحب......صدرا'شمس بازغہ'طحاوی شریف'شرح عقائد جامی رشیدیہ

(۵) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب......مشکوٰۃ شریف اورشرح نخبہ

(۶) حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب......جلالین شریف

(۷) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری......ابن ماجہ

(۸) حضرت مولانا اصغر حسین دیوبندی......ابوداؤد شریف

(۹) حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری' صدر مدرس اندرکوٹ (حضرت مولانا احمد حسن کانپوری محشی حمداللہ کے فرزند ارجمند).........ہدایہ اولین

شادی اورسسرال (یعنی مولانا سمیع الحق کا ننھیال): میرے بڑے ماموں الحاج سیف الرحمٰن صاحب جہانگیرہ سے حضرت قدس سرہ کی شادی اورخاندان کے بارہ میں حسب ذیل تفصیلات معلوم ہوئیں۔

میری والدہ ماجدہ کا نام ونسب یہ ہے سیدہ بی بی ہاجرہ بنت عبدالغفار بن محمد طاہر بن محمد دیدار ہے پرملی (ملاؤ) چھچھ میں دریا کے قریب محمد دیدار کا مزار زیارت گاہ عوام وخواص ہے غالبًا ان کے لڑکے محمد طاہر نے

جہانگیرہ میں سکونت اختیار کی جو دریا کے راستہ سے بہت قریب پڑتا ہے والدہ ماجدہ کی ولادت ۱۹۱۶ء میں ہوئی ان کے بڑے بھائی میرے ماموں حاجی سیف الرحمٰن کی ولادت ۱۹۰۶ء میں اور دوسرے بھائی مولانا الحاج عبدالحنان فاضل دیوبند کی ولادت ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ آپ کی سب سے بڑی بہن زلیخا بی بی زوجہ قاضی عزیز الرحمٰن کی ولادت ۱۸۹۸ء دوسری بہن بی بی حوا زوجہ میاں مطلب شاہ کی ولادت ہوئی)

انہوں نے کچھ تعلیم گھر پر حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث اور مولانا عبدالحنان ہم درس ہوئے بوجہ بیماری مولانا عبدالحنان دورہ حدیث میں شرکت نہ کر سکے اور اس سال انہوں نے ادب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں والد ماجد کی شادی ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ پیغام و پیام نکاح کا سلسلہ جناب قاضی عزیز الرحمٰن جہانگیروی کے اشارہ پر شروع ہوا۔ جدِ امجد مرحوم اس سلسلہ میں آنے جانے لگے۔ ماموں سیف الرحمٰن نے دیوبند سے اپنے بھائی مولانا عبدالحنان سے مشورہ لینا چاہا' انہوں نے معاصرت کی وجہ سے یا بوجوہ انکار کر دیا مگر ماموں سیف الرحمٰن صاحب انہیں راضی کرنے کیلئے خط وکتابت جاری رکھی۔ دیوبند میں مولانا عبدالحنان بیمار ہوئے تو بڑے بھائی سیف الرحمٰن علاج معالجے کیلئے وہاں گئے' اسی رات حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا انتقال ہوا۔ ماموں صاحب نے مولانا مدنی مرحوم سے سفارشی رقعہ لیا اور مولانا عبدالحنان کو بغرض علاج (حکیم) نابینا مرحوم کے پاس لے گئے' واپس ہوئے تو بھائی کو مولانا مدنی مرحوم کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کو کہا معلوم نہیں کہ انہوں نے حضرتؒ سے مشورہ کیا یا نہیں مگر حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ مرحوم کے ساتھ گفتگو کی انہوں نے مشورہ دیا کہ عالم کے ساتھ دوستی اور رشتہ ہر چند مفید ہے عنداللہ بھی اجر ہوگا۔ اور اچھے خاندان کی وجہ سے دنیا میں بھی سب وشتم گالی ملامت سے محفوظ رہو گے: آخر مولانا عبدالحنان راضی ہو گئے۔

شادی میں انگریزوں سے تعاون نہ کرنے کا متفقہ تحریری فیصلہ:

والد ماجدؒ کی شادی میں اکثر معززین اور سرحد کے ممتاز علماء نے شرکت کی۔ برات جہانگیرہ گئی تو اکثر علماء وخوانین مثلاً مروت مولانا صاحب نوشہروی' صاحب حق صاحب' جناب خان بہادر محمد زمان خان خٹک اور دیگر دیوبندی رفقاء وعلماء احباب موجود تھے۔ (قاضی عزیز الرحمٰن نے دعوت طعام کا اہتمام کیا) رات بھر جہانگیرہ میں مجلس وعظ رہا۔ علماء کرام تقاریر کرتے رہے اس موقع پر خان بہادر خان مرحوم کی تحریک پر ایک متفقہ فیصلہ بھی لکھوایا گیا کہ انگریزوں سے ہر قسم کی اعانت حرام ہے۔ یہ فیصلہ قلمبند کیا گیا اور علماء نے اس پر دستخط کئے۔ (روایت مولانا الحاج سیف الرحمٰن صاحب جہانگیرہ)

میری نانی صاحبہ جہانگیرہ کے مزار پر کتبہ درج ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات والدہ حاجی سیف الرحمٰن

عبدالحنان۔ ۱۴ مارچ ۱۹۴۷ء یکم محرم ۱۳۶۵ھ

شیخ الحدیثؒ کا سسرالی شجرہ نسب

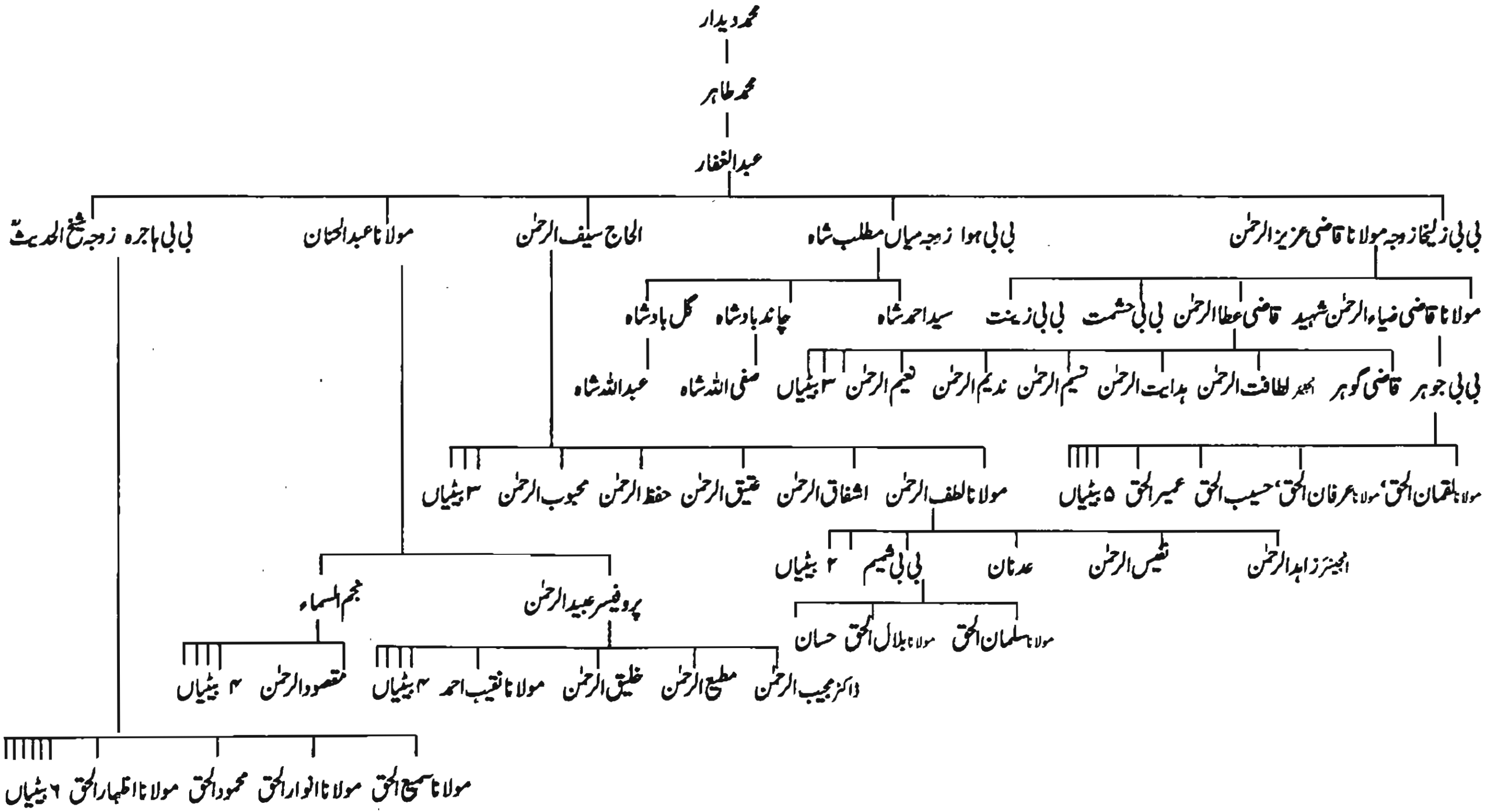

نئے سال (۵۹ء) کا افتتاح

سبحان الملك القدوس وله الحمد فی الاولیٰ والاخرة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ○ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ○

بعض پسندیدہ اشعار:

○ تو داغ جگر را چہ شناسی کہ نبودست | جُز از مئے گلرنگ بداماں تو داغے

(قاله الشيخ عبدالحق المحدث يخاطب به الفيضی)

○ لوکنت من مازن لم تستبح ابلی | "بنو اللقيطة من ذهل بن شيبانا
اذاً لقام بنصری معشر خشن | عند الحفيظة ان ذو لوثة لانا

○ دردِ دل دارم بسے از خوئے آں زیبا نگار | فرصتے یارب کہ دل را پیش وے خالی کنم

(شیخ عبدالحقؒ بنام مجددؒ)

○ یہ حالت ہوگئی ایک ساقی کے نہ ہونے سے | کہ خُم کے خم بھری ہیں ُمے ُسے اور میخانہ خالی ہے

○ فضائے عشق پر تحریر کی اُس نے نوا ایسی | میسر جس سے آنکھوں کو ہے اب تک اشک عنابی

(الجمعیۃ ابوالکلام نمبر)

بخت خفتہ:

○ درازئ شب و بیداریٔ من ایں ہمہ نیست | ز بختِ من خبر آرید تا کجا خفت ست

○ میں نہ تفضیل کا قائل نہ مساوات کا ہاں | مجھ سے گمراہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔سوم)

الجمعیۃ کا آزاد نمبر اور عربی مجلّات کی وصولی' دارالعلوم کے لوڈ سپیکر کی خریداری:

۹/جنوری ۵۹ء: مولانا محمد میاں صاحب زید مجدہ نے الجمعیۃ دہلی کا ابوالکلام آزاد نمبر سے نوازا ہے۔

☆ مجلّہ ''الازہر'' اور ''الحج'' برادرم عزیز سے وصول کئے۔

۱۲/جنوری: دارالعلوم کے لئے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا۔

۱۳/جنوری: جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے اجلاس کا انعقاد ہوا۔

۲۳/جنوری: برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل کی جانب سے مجلّہ ''الازہر'' موصول ہوا۔اور برادرم

سعید الرحمن کا خط بھی ملا۔

۲۶ جنوری: حضرت قاری محمد طیب صاحب نے مسودہ تقریر نظر ثانی کے بعد واپس کر دی۔ حضرت والا نے تقریباً از سرِ نو تحریر فرمایا ہے۔

تبلیغی اجتماع میں شرکت:

۲۹ جنوری: **الذهاب الی بشاور مع الاخ شیر علی شاہ والشرکۃ فی الاحتفال الکبیر لطائفۃ الهادیہ المهدیۃ وارثہ فرائض النبوۃ الجماعۃ التبلیغیہ التی اسسها الشیخ المجاهد المبلغ مولانا محمد الیاس دهلوی۔ کانت للاجتماع برکات واثرات یسعدبه الشرکاء ان شاء الله تعالیٰ ....**

ترجمہ: برادرم مولانا شیر علی شاہ کے ہمراہ تبلیغی جماعت کے پشاور کے بہت بڑے اجتماع میں شرکت کی' جہاں مولانا محمد یوسف دہلوی فرزندی بانی تبلیغ مولانا الیاس صاحب کے بیان سے مستفید ہوئے۔ اور پھر ان کے ساتھ مجلس بھی رہی' یہاں مولانا حامد میاں صاحب ابن مولانا محمد میاں الدہلوی محبت اور مخلص مولانا محمد اشرف صاحب و دیگر رفقاء سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ رات اجتماع کے قریب ایک مسجد گنج علی خان میں گزاری۔ اجتماع میں ترکی اور بعض دیگر ملکوں سے آئی ہوئی جماعتوں سے ملاقاتیں کرنے کا بھی اتفاق ہوا۔ اللہ کے راستے میں اُن کے مساعی و شوق اور جذبات دیکھ کر ہمیں احساس ندامت ہوا کہ ہم اِن کی طرح جدوجہد و جذبہ سے عاری کیوں ہیں؟

وان فی ذلك لذكریٰ للقاصرین والساقطین من امثالنا

نماز جمعہ ہم نے اگلے دن مسجد قاسم علی خان میں مولانا عبدالقیوم پوپلوئی کی اقتداء میں پڑھی۔

سہ پہر چار بجے پشاور سے واپسی ہوئی۔ نوشہرہ بس اڈے پر الحاج محمد یوسف (رکن حقانیہ) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے ساتھ مردان روانہ کیا' جہاں رات محبت مخلص مولانا سعد الدین کے ہاں ٹھہرے اور اگلی صبح بخیر و عافیت اکوڑہ واپسی ہوئی۔

۷۔۸/فروری: رات گئے تک برادرم شیر علی شاہ اور مَیں حضرت قاری صاحب کے مسودہ تقریر ''انسانی فضیلت کا راز'' کی تہذیب و تبیض میں لگے رہے۔ احقر نے کتاب کا پیش لفظ بھی لکھا اور سرخیاں اور عنوانات لگائے۔ صبح پشاور جا کر تقریر کا مسودہ کاتب کے حوالہ کیا۔ پہلی قسط کتابت کے بعد نشر کر دی گئی۔ شام کو پشاور سے واپسی ہوئی۔

☆ امام الہند آزاد مرحوم کے خطوط کا مجموعہ بنام غلام رسول مہر ''نقش آغاز'' چھ روپے کا خریدا۔

استاد محمد یوسف کی طرف سے المجلۃ ''الازھر'' کا ہدیہ:

۱۰ فروری: **اهدی الی الاستاد محمد یوسف عضو الثقافۃ الجمهوریہ العربیۃ فی الباکستان**

عطیه رسالة "الازهر" بتلميح الاخ المخلص العزيز عبدالله الكاكاخيلي والحريدة مزينة بامضاء التقديم من الاستاذ المذكور وقال مرحواً ان نلاقيك ان شاء الله تعالىٰ۔ ولعل الاستاذ الفضيلة يدرس فی الحامعة العربيه كراتشي الفن العربی۔ واننا نشكره حزيل الشكر

دارالعلوم کے تجوید کے امتحانات اور مردان شوگر ملز کی سیر:

۱۱۔۱۲ فروری: دارالعلوم حقانیہ کے تجوید کے امتحانات لینے کے لئے مولانا قاری محمد امین صاحب اور مولانا سعدالدین صاحب تشریف لائے۔شعبہ تجوید کے امتحانات بخیروخوبی تکمیل پذیر ہوئے۔اگلے دن قاری صاحب مولانا سعدالدین کے ہمراہ مردان گئے' میں بھی ساتھ تھا اور ماموں زاد اشفاق الرحمٰن کی معیت میں مردان شوگر ملز کا معائنہ کیا۔مشینی دور کے ترقیات کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ ایشیاء کی سب سے بڑی مِل ہے۔نماز جمعہ مسجد میں قاری محمد امین صاحب نے پڑھائی۔نماز سے قبل انہوں نے مفصل خطاب کیا۔مغرب کے بعد چھ بجے ٹرین سے واپسی ہوئی۔

سالانہ امتحانات اور پرچہ جات:

۱۴ فروری: آج سے دارالعلوم کے تحریری امتحانات کا آغاز ہوا۔پہلا پرچہ مسلم شریف کا تھا۔

۱۵ فروری: آج ترمذی شریف کا پرچہ تھا' ترمذی کے سوالات یہ تھے۔(۱) الاستحاضه۔(۲) الخمس فی الركاز والمعدن (۳) القسامة

۱۶ فروری: ابوداؤد شریف کا پرچہ ان سوالات پر مشتمل تھا۔ (۱) وجوب اضحیہ کے دلائل

(۲) الغسل للاسلام (۳) مدت اللقطه والتصرف فيها و كيف هو لبنوهاشم ؟

☆ برادرم شیر علی شاہ صاحب کی معیت میں پشاور بسلسلہ تقریر قاری محمد طیب صاحب جانا ہوا۔یہاں کتابت شدہ کاپیوں کی تصحیح اور پھر رات گئے تک باقی مسودات کی کتابت کرائی گئی۔رات کاتبین کے ہاں قیام کیا۔ صبح ۴ بجے بس اسٹینڈ پہنچا تا کہ پہلی گاڑی کے ذریعے پہنچ کر بخاری شریف کے پرچے میں شرکت کرسکوں۔

۱۷ فروری: شاہین برقی پریس کو کتابت شدہ کاپیاں چھپائی کیلئے دے دی گئیں۔بخاری شریف کا پرچہ خوب رہا۔ سوالات یہ تھے۔(۱) جمعہ فی القریٰ (۲) مزارعۃ کے اقسام اور مذاہب ائمہ (۳) مسلک ابن عباس در بارہ توبۃ قاتل

پرچہ نسائی شریف (۱) تعريف الحديث ودليل حجيعه . وتاويل قول عمريكفينا كتاب الله وممانعت النبی عن الكتابة كيف كان؟ (۲) الاستقبال والاستدبار الى القبلة (۳) اشتراط النية فی الوضوء وحديث السنا کی: انما لكل امرء مانوی

وقد بسطت الكلام على حسب امرام فی اول المقام .واطلت الكلام فی الحديث وحجية.

مجلہ الفجر کے اہم مضامین:

طالعت مقاله غريبة تاريخ فنون الحديث

طبعت فى المجلة القديمه "مجلة الفجر" لعلها كانت تصدر من مصر نصف القرن والمقالة الانيقه مقتطعه (ش مجلة المنار العراء من المجلد ۲۲ الجزء ۲)

واحسب ان تكون نصاحب الفضيلة العلامه رشيد رضا مرحوم وفيها من مقالات زاهرة غير ذلك يثلج به الصدور.

تحريم الخمر.سقوط الدولة الاموية . التمثيل عندنا. اكسير الحيات كتاب السموم. الدروس العليا. ابيات العاوات عندالعرب ونبذة من حيات بطل المقامات الحريرى.الاسلام الاختبارات السنوية

رات کو اختتامی درس حدیث:

۱۹۔۲۰ فروری: بخاری شریف کا آخری درس ہوا ہمارے دورہ حدیث کا سال ہے آخری پارہ رات کے بارہ بجے ہوا۔قرأت اس سیہ کار کی قسمت میں آئی دوسرے دن میرے والد استاد اور مرشد نے بعد از نماز جمعہ ختم بخاری شریف کرایا، الوداعی تقریر نہایت پردرد تھی سینکڑوں افراد جمع تھے ہم سب رفقاء درس ان سعھکم لشتی کے چوراہے پر ہیں، جدائی کے غم کے جذبات شیخ اور تلامذہ سب پر نمایاں تھے۔اللهم احترنا لخدمة دين نبينا الكريم اللهم جعل حياتنا ومما تنا لوجهك الكريم ولنشر الدين القويم واعلاء كلامك الحكيم

☆ قاری محمد طیب صاحب دیوبندی کی تقریر انسانی فضیلت کا راز الحمدللہ طویل تگ و دو کے بعد چھپ کر آ گئی ہے۔ یہ تقریر مولانا عبدالحنان جہانگیروی، مولانا خیر الامان منگلوری، مولانا عزیز الرحمٰن حیدری اور مولانا سعید الرحمٰن کو ہدیۃ ارسال کر دی۔

☆ ۱۹ فروری کو ابن ماجہ، ۲۰ کو موطا امام مالک، ۲۱ کو طحاوی شریف، ۲۲ کو موطا امام محمد کے امتحانات ہوئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی عظیم تصنیف "النبی الخاتم" اور امام ابن تیمیہؒ کی عمدہ تصنیف اقتضاء الصراط المستقیم" کے بارے میں جذبات ومطالعہ:

۲۲ فروری: تفضل الاخ عزيز الحيدرى بارسال الكتاب الحافل الزاهر ' "النبى الخاتم" للشيخ المرحوم الاستاد الكبير المغفور علامه مناظر احسن گيلانیؒ وهو من اهم مصنفاته صغيرالحجم ولكن كبير المنزلة ومن اعلىٰ واحلى مصنفاته الاردوية فى السيرة النبوى والكتاب مكتوب بسودا ء القلب وقوةالايمان وبفرط العشق .يرتجزالقلوب وترتج به الاذهان ويثلج به

الصدور ویجلی به الایمان .ونشکر الله یسقی المصنف بشآبیب الغفران.

☆ شرعت مطالعة الکتاب الجلیل "اقتضاء الصراط المستقیم" لامام ابن تیمة وھوغنی عن التعریف والنقد ومن یمدح الشمس فھو یمدح النفس .نسئل الله توفیق الاتمام والاستفاده والافھام والتفھیم والشرح الصدر و وعی المرام.

رفقاء درسِ حدیث کی جدائی

۲۳ فروری: ان سعیکم لشتیٰ. کے مصداق آج ہم سب رفقاء درس کے ہجر وفراق کا موقع آن پہنچا۔ اللھم ربنا الکریم انجحنا فی مقاصدنا واخلص لنا اعمالنا واجعل محیانا ومماتنا خالصة لوجھک الکریم اللھم اخترنا لخدمة دین نبینا الکریم واعذنا من فتن الدھر وحوادث الایام ماظھرمنھا وما بطن ونعوذبک من الحور بعدالکور .

۲۴ فروری: آج مردان سے پشاور گیا' جہاں خلیق صاحب مکتبہ ادارہ اشاعت سرحد اور جناب مولانا فضل منان صاحب' مکتبہ علمیہ سے ملاقات کی۔ اورانہیں انسانی فضیلت کا راز ایک ہزار کی تعداد میں دیئے۔

والد ماجد کے سفر:

۲۵ فروری: والد صاحب ملتان' راولپنڈی' بنوں اور کرک کے دورے پر روانہ ہوئے۔ برادرم شیر علی شاہ بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ حضرت والد ماجد ان شہروں کے بڑے بڑے مدارس کے سالانہ جلسہائے دستار بندی میں خطاب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بخیر وسلامتی واپسی ہو۔

حاجی حبیب الرحمٰن صاحب نوشہروی کے عزیز کے نکاح میں شرکت اور زیارت کاکا صاحب میں بدعات پر افسوس:

۲۸ فروری: ذھبنا الی نوشھرة لاجابة دعوة الحاج حبیب الرحمن بتقریب لنکاح احد اقاربه. وذھبت بعد الظھر الی "زیارت کاکا صاحبؒ للقاء الاخ سید عبدالله کاکاخیل ولکنّه ذھب الی بلدته الزرعیة رجعت آسفاً وزرت روضة الشیخ رحمکار وصلیت العصر فی مسجده وکنت شدید الاحساس والنکیر لمایحدث ھناك من البدع والاثام بل الشرك الجلی۔ اعاذنا الله منه والذی سبقت لھم منه الحسنیٰ اولئك عنھا مبعدون. شکرالله مساعی العلماء وائمة الحق تذنفو الشرك من الدین اوضحوا رسوم البدعة ولاسیما الشیخ الامام المجدد ابن تیمیةؒ فانه قد وافی واکمل فی ذلك الباب وکتابه "اقتضاء الصراط المستقیم " دائرة المعارف لمنکرات الوقت ومحدثات العصر وفیه دواء وجواب لھا

رفیق عزیز حیدری کے ساتھ مردان اور پشاور کا سفر:

☆ نبّانی رجل فی نوشهرة من مجئی الاخ عزیز حیدری واعطانی کتابه وفیه انه ینتظرنی فی مصنع الشکر فی تحت بهائی فوصلت به فی الثلث الاول من اللیل ولاقیت معه الاخ رفیق احمد رفیقه اللاهوری۔وتبنا فی المصنع مع بعض متعارفیه ثم ذهبنا علی صباح الاولیٰ من مارس الیٰ مردان فی اوتوبس وفتشنا الاخ المحب والاستاذ مولانا سعد الدین لانه طلب خمسین رسائل من کتاب "انسانی فضیلت کاراز" للبعض تجار الکتب فما و جدناه واعطانا الکتب صاحب المکتبة میاں مسعود ثم ذهبنا الی بشاور علی طریق جارسدہ۔وکان الیوم ممطرًا وکان الاخ رفیق احمد یرید العود الی لاهور فی قطار "خیبر میل" فشیعناه و ودّعناه فی محطة بشاور فی الساعة العاشرة من اللیل۔وبتنا فی فندق "کوه نور" ورجعنا صباحاً الی البلد وذهب الاخ عزیز الی بلدته۔

مولانا غورغشتوی کی آمد:

۳مارچ ۵۹ء: مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحبؒ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور پھر بنوں کے کسی جلسے میں چلے گئے۔

شیخ الحدیثؒ کے سفر ملتان کے احوال پر مبنی مولانا شیر علی شاہ کا خط اور مولانا لاہوریؒ کے دورہ میں شرکت کی اجازت:

☆ اتانی کتاب الاخ شیر علی شاہ من ملتان مشتملً علی احوال سفرہ مع الوالد مدظله۔ وبیان کیفیة لقاء الوالد مع الشیخ الشاہ عطاء الله شاہ وغیرهم کبار العلماء واجلة العظام ویبشرنی باجازة الوالد الی ترجمة الشیخ الاهوری مولانا احمد علی۔واسئل الله ان یوفقنی لذلك وان یشرح صدری لفهم القرآن وان اعمل به ونشرہ۔

عرس کی بدعت:

ینعقد الیوم عرس "للثالوثیین" فی اکورة وهو بدعة قبیحة رائجة من وقت حیات والدهم وامرشدهم فی الدین یتهیا للغاوین مواقع الاثم والعدوان وتلك الاعیاد من صفات الجاهلیة ونسبته بعبدة الاصنام واهل الکتاب۔۔ وهذا لیست اول قارورة کسرت فی الاسلام وکم من مرة رُمی الحق بایدی المتصوفین والمتعبدین والمتشبهین فی الرهبانیة وتاویلهم فی السنة وابداعهم الرسومات والطرق۔

○ صاد فنی فی قاعتی الاخ العزیز سعید الرحمن بعدالعشاء فرحنا کثیراً باللقاء بعد ایام کثیرة وتحدّثنا بکل مارأینا فی تلك الایام۔ الی الصباح وسمعنا خطاب الشیخ محمد ادریس کاندهلوی۔فی المحفلة۔

۵ مارچ: برادرم سعید اپنے گاؤں واپس ہو گئے ○ آج میں نے رفیق عزیز عبداللہ کاکاخیل کو خط بھی بھیجا۔

○ نسیم حجازی کی معروف کتاب ''اور تلوار ٹوٹ گئی'' کا مطالعہ شروع کیا۔

حضرت لاہوریؒ کے دورۂ تفسیر میں:

۹۔۱۰ مارچ: مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کے دورۂ تفسیر میں شرکت کے لئے لاہور روانگی۔

○ اگلی صبح بخیر وعافیت لاہور پہنچا۔

۱۱ مارچ: حضرت لاہوری کے زیر درس دورہ تفسیر کا افتتاح ہوا۔

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات:

اسی دورہ تفسیر کے دوران حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے مولانا سمیع الحق کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اُس کی یادیں بھی پیش ہیں: (از مرتب)

شاہ جی کے بارہ میں مولانا سمیع الحق کے تاثرات

کل تک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے روہی ہے آج ایک ٹوٹی ہوئی مینا اسے

رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ کا زمانہ کتنا پُر کیف اور پُر لطف تھا، اور کتنے حسین وجمیل تھے زندگی کے وہ چند ایام جو لاہور کے بقیۃ السلف حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی صحبت میں گذرے، ایک طرف رمضان کا مبارک مہینہ پورے برکات سے سایہ فگن دوسری طرف صبح وشام حضرت الاستاذ مدظلہٗ کے درس میں قرآن مجید کے علوم ومعارف کا ذکر و مذاکرہ، روحانی فیوضات کی ہر طرف بارش، پوری فضا روحانیت میں بسی ہوئی تھی اور مجھ جیسے نامۂ سیاہ پراگندہ خاطر انسان کو بھی چین وسکون کی دولت نصیب تھی۔ زہے نصیب، ایک مردِ کامل اور شیخ کے جوار میں قیام وسکونت اور خصوصی شفقتوں کی دولت حاصل ہو رہی تھی۔

نشیلا نشیلا سُہانا سُہانا نظر میں ہے اب تک وہ رنگین زمانہ

۸ رمضان المبارک کو ایک دن حوض پر وضو کر رہا تھا، عصر کی جماعت ہو چکی تھی اور وضو سے فارغ ہو کر پیچھے مُڑا، کچھ مبہوت سا رہ گیا، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ دو تین افراد کا سہارا لیے گرتے تھامتے کھڑے ہیں۔

برٹش سامراج کو للکارتے ہوئے اس ضیغم اسلام کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ وہ مہیب اور پُر وقار وجیہہ چہرہ جس کے خدوخال میں کسی یورپین عیسائی افسر نے حضرت عیسیٰ مسیح السلام کی جھلک دیکھی تھی اور جس نے اُس وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ پیغمبرؑ کا اسٹیجو اور تمثیل اس بارُعب چہرے کو قرار دیا تھا، اب ایک نحیف لاغر ڈھانچہ تھا مگر پھر بھی اس کا رُواں رُواں اس سکون وطمانیت، جلال و وقار میں بسا ہوا معلوم ہو رہا تھا جس کا جلوہ صرف حق تعالیٰ

کے مقربین میں ہوتا ہے۔ اذا راؤ ذکر اللہ (الحدیث) حیرت، گھبراہٹ کے ملے جُلے جذبات لیے آگے بڑھا، مصافحہ کیا۔ چند لمحے بعد پہچانا، فرمایا سمیع ہو؟ پیار سے سینے سے لگایا۔ ابھی مولانا لاہوری مدظلہ اپنے کمرہ میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ انکو شاہ جیؒ کی اطلاع ہوئی تھی۔ اس لیے میں شاہ جیؒ کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ فرمایا چٹائی پر ہی بستر ہ بچھاؤ، لیٹ گئے۔ برادر محترم مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ میرے رفیق سفر و قیام تھے ہم نے جلدی جلدی پاؤں اور کمر دبانا شروع کیا۔ ہم نے کہا حضرت صحت بہت گر گئی ہے، فرمانے لگے ہاں! آخر گرنا ہے بقا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اتنے میں مولانا لاہوری تشریف لائے۔ دونوں بزرگ جس والہانہ شوق اور محبت سے ملے۔ قرآن السعدین کے اس دلکش نظارے کا تصور اب بھی دل ودماغ کو عجیب فرحت بخشتا ہے۔ چند لمحوں کے لیے فضا ساکت اور خاموش تھی اور پھر حضرت لاہوری انہیں ساتھ ہی اپنے کمرے میں لے گئے اور میں اس خیال سے سرشار تھا کہ اس عارضی مستقر کو ایک بطلِ جلیل کے چند ساعات نزول کی سعادت حاصل ہوئی۔ مجھے خوب یاد تھا جب حضرت قدس سرہ العزیز دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ جلسوں میں تشریف لایا کرتے تھے تو پشاور کی قہوہ چائے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ میں نے یہاں بھی عشاء کے بعد قہوہ تیار کرانے کی اجازت مانگی، بخوشی قبول فرمایا مگر ذیابیطس کی وجہ سے میٹھا نہ کرنے کی ہدایت کی، قہوہ چائے تیار کر کے پیش کی، بڑے شوق سے نوش فرمائی۔ حضرت لاہوریؒ کچھ دیر بیٹھ کر دولت خانہ تشریف لے گئے۔ ہم نے حضرت شاہ جی کو حضرت لاہوری کے بے پناہ اشغال اور پھر انکی صحت کے گرتے جانے کا ذکر کیا۔ فرمایا جی ہاں اس معمہ کو میں بھی نہیں حل کر سکا۔ میں اور گھر والے کئی پہروں سوچتے ہیں کہ یہ بندہ خدا کرتا کیا کچھ ہے اور کھاتا کیا ہے۔ ہم ان کا کھانا تولتے ہیں اور پھر انکے شب و روز عظیم مشاغل کو دیکھتے ہیں، فرمایا ہاں ان لوگوں کا معاملہ ہی اور ہے۔ انکی زندگی کا دم خم ان اشغال و معروفیات سے ہے۔ یہ اگر آرام کریں (تو) پھر رہی سہی صحت بھی جواب دے دے۔

آپ رات گئے تک خوش طبعی، ظرافت وحکمت، عبرت و موعظت کے انمول موتی بکھیرتے رہے کہ کبھی مجلس کشت زار زعفران بن جاتی اور کبھی حاضرین درد و یاس کی گہرائیوں میں ڈوب جاتے، اب شاہ جیؒ پورے جوبن میں تھے اور برادر محترم صاحبزادہ مولانا عبیداللہ انور فرمارہے تھے کہ شاہ جیؒ پھر وہی شاہ جیؒ ہیں۔ ضعف و اضمحلال کے سارے آثار مٹ گئے اور چہرے میں سرخی اور نور کی وہی لہریں دوڑنے لگیں۔ حضرت لاہوریؒ کی اس قیام گاہ میں چند احباب کی اس محفل میں شاہ جیؒ نے علوم وحکم، طنز ومزاح، پیار ومحبت کے وہ پھول نچھاور کیے جس سے دل و دماغ میں فرحت اور انبساط اور پھر حیرت و عبرت کی کتنی موجیں مضطرب ہوئیں اور پھر دب گئیں۔ کل تک جب وہ مجلس یاد آتی تو فرحت وابتہاج کا باعث بنتی اور اب جب سوچتا ہوں تو سوہانِ روح ہے۔

اب رات ڈھل گئی تھی اور مجلس برخاست ہوئی، اس سیاہ کار کو حکم ہوا سمیع اپنا بستر یہاں اٹھالاؤ، بستر اُٹھا

کرلایا اور شاہ جیؒ کی چارپائی کے ساتھ اُس مسند پر بچھایا جس پر مخدوم العلماء والمسلمین حضرت مولانا لاہوری تنہائیوں میں مشغول ہوتے ہیں اور جلوتوں میں جہاں سے رُشد و ہدایت کے خزانے تقسیم ہوتے ہیں۔ ابھی میری آنکھ لگی تھی کہ بڑھاپے، فالج، ذیابیطس کا شکار یہ ضعیف مجاہد دبے پاؤں اُٹھا، جب میری آنکھ کھلی تو یہ مردِ مؤمن میرے سرہانے مصلّے پر بیٹھے اپنے رب کے ساتھ مصروف عجز و نیاز تھا، دنیا و مافیہا سے بے پرواہ عشق الٰہی اور سوزِ درون میں مستغرق ''قُرۃ عینی فی الصلوٰۃ''۔ میں نے بستر سے اٹھنا چاہا۔ سختی سے منع کیا فرمایا سو جاؤ تمہیں سحری کیلئے بھی اٹھنا ہے اور پھر دن کو درس میں شریک ہونا ہے۔ تعمیل حکم لازمی تھی، لحاف میں منہ لپیٹ لیا۔ مگر عشق رسول ﷺ اور یادِ الٰہی سے معمور سینہ پورے زور سے لَہٗ اَزِیْز کا زیز القدر کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ بدقسمتی ہوتی اگر اس موقعہ کو غنیمت نہ جانتا اٹھا اور دعا کے لیے درخواست پیش کر دی۔ اس رات وہ خصوصی توجہات و شفقتیں نصیب ہوئیں جو مدت مدید کی تمناؤں اور آرزوؤں سے بھی شاید نصیب نہ ہوتیں۔

میں نے ایک بزرگ سے لاہور کے بارہ میں کچھ اشعار سُنے تھے جن میں ایک یاد ہے اور شاہ صاحبؒ فرمانے لگے سمیع! میں تمہیں آج ایک حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں، شاید ملاقات ہو یا نہ ہو کیونکہ میں تو اب جا رہا ہوں میں نے زندگی بھر کسی کی ذات کے بارہ میں مال و متاع عزت و آبرو کی برائی کا تصور بھی نہیں کیا، الحمد للہ میں اس صفائی کا اثبات کر سکتا ہوں۔ پاؤں دبانے کے دوران میں نے کہا کہ یہ پاؤں حضرت الشیخ الامام الکبیر مولانا مدنی علیہ الرحمۃ نے دبائے تھے تو ہم یہ سعادت کیسے حاصل نہ کریں، فرمایا لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ ایسا نہ کہیں۔ پھر سوچ میں ڈوب کر اُنگلی دانتوں میں دبا گئے، اور آہ بھرتے ہوئے فرمایا سب چلے گئے، حضرت مدنیؒ نے بھی رحلت فرمائی صرف میں اس قافلہ کا تنہا سپاہی رہ گیا ہوں۔ اللہ بھی ایک اُس کا رسول ﷺ بھی ایک اور آج اس پوری دنیا میں میں بھی تنہا ہوں۔

میں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارہ میں پوچھا کہ حضرت نے اُن سے کیا حاصل کیا؟ شاہ جیؒ فرمانے لگے میں نے ان سے بہت کچھ حاصل کیا، میں نے جو کچھ پایا ان کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ اس پورے ہندوستان میں میں نے ایسے وجیہہ و حسین چہرہ وجلال و جمال کے بزرگ نہیں دیکھے۔ ایک رات دیوبند میں تقریر کرنے کا ارادہ فرمایا، بھلا علم و معرفت کے اس مرکز میں انکے سامنے تقریر کی کیا مجال تھی، میں نے انکار کیا تو فرمایا تمہیں تقریر کرنا پڑے گی، اب حکم سے سرتابی کی مجال کہاں تھی۔ تقریر عشاء کو شروع ہو کر رات کے تین بجے تک جاری رہی۔ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کرسی پر تمام رات ایک ہی ہیئت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھے رہے، پورے محو ہو کر سنتے رہے اور برابر آنسو جاری تھے، حالانکہ تقریر بھی ''وراثت'' جیسے خشک موضوع پر تھی اور پھر اختتام پر بے تحاشا دعائیں دیں۔ رہا اُن کا درس تو وہاں ہم جیسوں کی رسائی کہاں تھی۔ فرمایا حضرت مفتی محمد حسن صاحب

مدظلہٗ (رحمہ اللہ) میرے اُستاذ ہیں بڑے معقولی اور فلسفی، لیکن جب شاہ صاحب کشمیریؒ کے درس میں شریک ہوئے تو فرمانے لگے کہ جہل کا اعتراف لے کر ان کے درس میں شرکت کرنا پڑی، تو وہاں ہم جیسوں کی کیا مجال تھی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ان کے ہاتھ بیعت کرنے اور انہیں امیر شریعت منتخب کرنے کے واقعہ کو بھی بیان فرمایا۔ نیز اس ضمن میں فرمایا کہ میں نے زندگی میں تین افراد کو نماز پڑھتے دیکھا، خشوع وخضوع میں ڈوبی ہوئی نمازیں' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پڑھنے والے تڑپ تڑپ کر بھیک مانگ رہے ہیں، عاجزی اور ذلت ان کے ہر ہر جو سے نمایاں ہوتی تھی۔ ایک علامہ انورشاہ علیہ الرحمۃ کی نماز، ایک مولانا ابوالکلام آزادؒ کی نماز، تیسرا نام غالباً پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا لیا۔ دوران گفتگو میں ایک مرتبہ فرمایا، میری مایوسی قنوط کی حد تک پہنچ گئی ہے اور میری قنوط انکشاف حقیقت ہوا کرتی ہے کہ یہ لوگ مرنے کے بعد میرے دفنانے کی اجازت بھی دے دیں گے یا نہیں۔ زندگی کے آخری ادوار کے لیے ملتان کا انتخاب؟ اس کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ایک مجذوب کی دعا کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ تقسیم سے قبل ملتان کے ایک بہت بڑے اجتماع میں تقریر کر رہا تھا کہ اتنے میں مجمع سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا کہ "(شاہ! اللہ تیرا اتھے مزار بنڑا دے) یعنی شاہ جی اللہ تعالیٰ تیرا مزار ادھر ہی بنا دے میں نے کہا کیوں کہ تم اس کے مجاور بن جاؤ۔ بات آئی گئی مگر اس قلندر کی دُعا مقبول معلوم ہوتی ہے"۔ عشاء کے بعد مولانا شیر علی شاہ صاحب نے کہا ہے۔ ~~ تمتع من شمیم عرار نجد ~~ فما بعد العشیۃ من عرار

فرمایا یہ تمہارا ساتھی بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے، اس نے شاعری شروع کر دی، پھر ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا: "ہاں شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک"۔ ایک ساتھی نے جوتے اُٹھانے کی کوشش کی، آپ نے منع کیا اور فرمایا۔ "اگر خواہ مخواہ اٹھانا ہے تو مجھے اٹھاؤ، تب دیکھوں دو چھٹانک جوتے اٹھا کر خوش ہوئے کہ شاہ جیؒ کا احترام کیا"۔

بہرحال سعادت اور مسرت سے بھرپور یہ ایک سہانی رات تھی جو زندگی میں نصیب ہوئی جس کی یادیں تاحینِ حیات دل ودماغ پر نقش رہیں گی۔

مولانا داؤدغزنوی کے ساتھ نمازِ عید:

۱۰ اپریل عیدالفطر: عید کی نماز مولانا داؤدغزنوی کی اقتداء میں منٹو پارک میں پڑھی۔ باقی سارا دن شالیمار باغ میں سیر وتفریح میں گزارا۔ عید بایۃحال عدت یاعیدُ بما مضیٰ ام لامرٍ فیك تجدید

مولانا مودودی سے ملاقات: ۱۱ اپریل: مولانا مودودی سے سوا گھنٹے تک ملاقات رہی۔ اُن سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ جس میں مسئلہ وحدت ادیان' مسئلہ نسخ فی الدیات والاحکام' حیات الانبیاءؑ اور علم تفسیر

کے قابل مطالعہ کتب وغیرہ شامل ہیں۔

مفتی محمد حسن کی مجلس میں:

۱۵ اپریل: ظہر کے بعد جامعہ اشرفیہ گیا۔ جہاں مفتی محمد حسن کے مجلس ملفوظات تھانوی میں شرکت کی۔ اور پھر اُن سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ نیز برادرم صاحبزادہ عبدالرحمٰن سے بھی ملا۔ رات کو پریس سے فون پر اُن سے ملنے کی اطلاع دی تھی۔

مجلات ''شمس الاسلام'' تذکرہ وغیرہ کا مطالعہ اور والد صاحب کی علالت کا مکتوب:

۱۶ اپریل: ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ زیرادارت مولانا سیاح الدین صاحب مولانا موصوف کی طرف سے موصول ہوا۔ مولانا نے قاری صاحب کی کتاب ''انسانی فضیلت کا راز'' پر وقیع الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ صبح ۷ بجے مولانا اسحاق بھٹی مدیر ''الاعتصام'' عزیز حیدری کے تلاش کے لئے مغلپورہ لے گیا وہاں وہ ملے۔ گھر سے برادرم انوارالحق صاحب کا خط ملا والد ماجد کی علالت اور شوگر کے عارضہ کی اطلاع ہوئی، طبیعت کو شدید پریشانی ہوئی۔ برادرم سعید الرحمٰن، مولانا اسحاق کے خطوط ملے۔ شام کے بعد حضرت مولانا لاہوری کی مجلس ذکر میں شمولیت کی۔ دیوبند سے حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کی نگرانی میں شائع ہونے والے رسالہ تذکرہ کا پہلا شمارہ دفتر خدام الدین صاحب سے حاصل کر کے پڑھا۔ شام کے بعد مولانا خدابخش ملتانی صاحب سے ملاقات ہوئی۔

مولانا لاہوری کو ملفوظات مدنی کی قسط سنائی:

۱۷ اپریل: نماز فجر کے بعد حضرت لاہوری کو ملفوظات شیخ الاسلام کی وہ قسط سنوائی جو آئندہ ہفتے شائع ہونے والی ہے۔ جس میں انہوں نے مسٹر جناح کی طرف اشارہ پر مبنی سطر حذف کر دی۔

مولانا لاہوری اور خطبہ سے محضر نامہ پر دستخط:

☆ صبح حضرت لاہوری نے ایک خصوصی مجلس میں ایک محضر نامے پر طلباء سے دستخط لئے جس میں حکومت وقت سے اوقاف واملاک مساجد پر ٹیکس لگانے پر احتجاج ریکارڈ کیا گیا اور از روئے شرع حرام ہونے کا فتویٰ دیا۔

مولانا حامد میاں سے ملاقات:

☆ برادرم شیر علی شاہ کی معیت میں مولانا عبدالفتاح خطیب آسٹریلین مسجد سے ملاقات ہوئی۔ نماز جمعہ اُن کی اقتداء میں پڑھی جس میں انہوں نے مذکورہ بالا مسئلہ پر حکومت وقت پر سخت تنقید کی۔ ظہر کے بعد ساڑھے چار بجے مولانا سید حامد میاں صاحب خلیفہ حضرت مدنیؒ سے ملا۔ مکتوبات شیخ جلد سوئم ناقص صورت میں ان کے ہاں پہلی مرتبہ دیکھی۔ مولانا سیاح الدین کا کاخیل اور برادرم سید عبداللہ کا کاخیل کو خطوط ارسال کئے۔ جس میں ''انسانی فضیلت کے راز'' پر تبصرہ کرنے پر شکریہ بھی ادا کیا۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

عذاب الٰہی کی مختلف صورتیں

(اجتماعی توبہ، استغفار اور دعا کی ضرورت)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَایَشْعُرُوْنَ ٥ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ٥ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥ (سورة النحل ۴۵۔۴۷)

''کیا جو لوگ بری تدبیریں کرتے ہیں ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ رب العزت ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر ایسے وقت اور موقع پر عذاب آپڑے، جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے پکڑتے، پس یہ لوگ خدا کو ہرگز (مغلوب یا ہرا) نہیں کرسکتے۔ یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے پس تمہارا رب بہت بڑا شفیق ومہربان ہے۔''

مسلمان اور عذاب الٰہی: معزز حضرات! آپ کے سامنے دو تین آیات بندہ نے تلاوت کردیئے جو انسان کو دعوت دے رہی ہیں کہ ان آیات کو سامنے رکھ کر یقین کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب پر ہر قسم کی قدرت رکھنے کے ساتھ ساتھ جب چاہے ہماری گرفت کرسکتے ہیں وہ بڑی ذات گزشتہ نافرمان اقوام کی طرح جب چاہے ان کا خسف کردے یا اور کسی بڑی آفت میں مبتلا کردے جس نہج پر آج مسلمان جارہے ہیں اس میں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کی بھلائی نہیں اللہ کا پسندیدہ، فطری اور آفاقی نظام اسلام کے خلاف غلیظ پراپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ اسلام کے خلاف نت نئی سازش اور مسلمان کہلوانے والے بھی دین کے احکامات میں خامیاں، ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے کا واویلا کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کی کوششوں میں معروف ہیں۔ ہمارا یہی کردار رہا تو آیات میں ذکر کردہ عذاب کا سامنا ہم لوگوں کو بھی کرنا عقل سلیم سے بعید نہیں۔

اسباب عذاب: اللہ کی طرف سے جو اقوام معتوب اور معذب ہوئے اس کے بھی یہی اسباب تھے کہ جس کی وجہ سے بعض لوگ زمین پھٹ کر اس میں داخل ہونے کے بعد ملیا میٹ ہوگئے، بعض لوگوں پر تیز آندھی یا آسمان سے آگ و پتھر نازل ہوکر ان کا نام ونشان دنیا سے ختم ہوا۔ اللہ جل جلالہ سے ہم لوگوں نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہمیں ملک پاکستان کی صورت میں ایک الگ ٹکڑا دیا جائے۔ جس میں کلمۃ اللہ کی سربلندی اور شریعت مطہرہ کا بول بالا

ہوگا' بوڑھے' جوان اور عورتوں کی زبان پر یہی نعرہ تھا' مگر اللہ کے اس عظیم نعمت کی ناقدری کرتے ہوئے ۶۵ سال گزر گئے۔ نہ حکام اور نہ رعایا نے اس نعرہ کے نفاذ کی حتی المقدور کوشش کی بلکہ جتنا وقت گزرتا ہے ہم اس مقصد ......مطلوب اور نظریہ سے دور ہوتے جارہے ہیں' آزاد اور خود مختار ہونے کے باوجود ہم غیروں کے اشاروں پر چل رہے ہیں' ہمارا رب تعالیٰ سے بظاہر یہ وعدہ تھا کہ ملک پاکستان قائم ہوتے ہی نفاذ اسلام کا وعدہ پورا کریں گے مگر آج تو آزادی فکر ورائے کی کیفیت اس حد تک پہونچ گئی کہ نام نہاد دانشور' سیاستدان' اینکرز اور اسکالرز یہ ماننے سے انکاری ہیں کہ اس ملکِ پاکستان کی اساس اسلامی نظریہ کی بنیاد پر رکھی گئی۔ گویا ان کے نزدیک ملک کے لاکھوں مسلمانوں مرد وزن نے قربانی قطعہ زمین کے حصول کے لئے دی "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" اپنے اس بے ہودہ دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے بے بنیاد دلائل کا سہارا لے کر اپنے لئے دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہونے کے مزید اسباب پیدا کررہے ہیں۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد

مملکت خداوندی' انعام الٰہی اور کفران نعمت: اللہ کی اس عظیم نعمت یعنی پاکستان کے حصول کی ہم نے ناشکری کی اور اللہ کا دستور ہے کہ جب کوئی قوم کسی نعمت کی ناشکری کرتی ہے' اس سے وہ نعمت واپس لے لیتی ہے۔(خاکم بدہن) ما فعل اللہ ذلک' اللہ ایسا نہ کرے کہ ہزاروں نعمتوں کا یہ مجموعہ ملک کسی گناہ اور بے قدری کی پاداش میں چھن جائے اور ہم کف افسوس ملتے رہ جائیں اس عذاب کی ایک جھلک یعنی ملک خداداد کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا ہم دیکھ بھی چکے ہیں مگر پھر بھی ہم نے عبرت حاصل نہ کی۔ آج تمام عالم کفر کی نظریں پاکستان پر پڑی ہیں' ملک کا اسلامی جمہوریہ اور ایٹمی قوت ہونا دشمن کی آنکھوں کا کانٹا بن چکا ہے۔ پاکستان اسلام ومسلمانوں کا' معابد' مدارس اور مساجد کا ناقابل تسخیر قلعہ ہے' ہم نے اس ملک کو گناہوں اور گندگی کا ڈھیر بنا رکھا ہے۔ ایسا کوئی جرم اور گناہ نہیں جو اس پاک سرزمین پر نہ ہورہا ہو۔ یہ ملک مقتل گاہ بن گیا ہے' ہر طرف کشت وخون کا بازار گرم ہے' ہمیں احساس تک نہیں کہ انسان مررہے ہیں یا کتا اور گدھا۔ چوری ڈکیتی' اغوا برائے تاوان نفع بخش کاروبار بن کر چند ٹکوں کی خاطر لوگوں کی جان لینا معمول بن چکا۔ بدامنی ہمارا مقدر بنا ہوا ہے اس ملک کو ۶۵ سال تک جمہوری قوتوں کا تجربہ گاہ بنایا جبکہ آج تک اسلام کے نفاذ کیلئے کوئی مخلصانہ کوشش نہیں کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی اور ہم: اب بھی اگر ہم عذاب سے محفوظ ہیں تو یہ فضل ایزدی ہے اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ان اعمال کے ہوتے ہوئے ہم پر آسمان سے پتھر نہیں برستے۔ اللہ کا شان کریمانہ دیکھیں کہ اسکے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ارشاد باری ہے: كتب على نفسه الرحمة ليجمعنكم الى يوم القيامة لا ريب فيه (الانعام-۱۲)

"اللہ نے اپنے اوپر رحمت اور مہربانی لازم کرلی ہے اس لئے وہ مجرموں کو یہاں سزائیں نہیں دیتا۔"

تا کہ جو چاہے زندگی میں معافی مانگ لے زندگی کے آخری سانس تک رب کریم نے مہلت دے رکھی ہے۔ ممکن

ہے وہ انسان اپنے آپ کو صراط مستقیم پر لا کر عذاب سے بچ جائے وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہم سب کو انصاف اور جزاء کے لئے قیامت کے دن جمع کرے گا تا کہ ہر ایک کو اپنے کیئے کا بدلہ مل جائے۔

محترم دوستو! اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سرکشی کرتے رہیں اللہ سے نعوذ باللہ بغاوت کر کے قبیح افعال کا ارتکاب کرتے رہیں اللہ مہربان بادشاہ ہے، معافی ہی سے نوازیں گے۔ کیونکہ دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے:

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ (انعام۔۱۴۷)

''اگر یہ لوگ اس واضح بیان اور اتمام حجت کے بعد بھی تمہاری تکذیب ہی کریں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے۔ (اور اسی رحمت کا صدقہ کہ اس نے تم کو مہلت دے رکھی ہے لیکن یاد رکھو اس لئے اگر تم گناہ اور مجرمانہ زندگی سے باز نہ آئے تو اسکی سخت سزا ضرور پاؤ گے) اور مجرموں سے ان کا عذاب ہٹایا نہیں جاسکتا۔''

اور یہ بھی مالک الملک نے فرمایا:

نبیء عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھوالعذاب الالیم (الحجر ۴۹۔۵۰)

''میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا مہربان ہوں اور ساتھ ہی میرا عذاب بھی بہت دردناک ہے، مالک کون ومکان کے اس فرمان کو بھی سنیئے۔''

غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول (المؤمن۔۳)

''وہ ذات گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اسی کے ساتھ سرکش مجرموں کو بڑی سخت سزا دینے والا ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔''

ارشاد باری ہے:

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ (الرعد۔۶)

''اور یہ لوگ عافیت کی میعاد ختم ہونے سے پہلے آپ سے مصیبت (کے نزول) کا تقاضہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (دیگر کفار پر) عقوبت کے واقعات گزر چکے ہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی بے جا حرکتوں کو معاف کر دیتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے''

اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے: یہ تو خداوند قدوس کی کرم اور مہربانی ہے کہ گناہ اور گناہ گار کو طویل مہلت دیتا ہے اور فوراً اس کی پکڑ نہیں ہوتی۔ ورنہ اگر اس ذات کی اجازت نہ ہوتی روئے زمین پر کوئی چلتا تو کیا؟ حرکت بھی کرنے کے قابل نہ ہوتا یہ اس کی ذات رحیمانہ ہے کہ دن رات انسان کے گناہ دیکھتا ہے اور استغفار کی

صورت میں درگزر فرما دیتا ہے لیکن اس تاخیر پر کوئی یہ سمجھ نہ بیٹھے کہ اللہ عذاب پر قدرت نہیں رکھتا اس کے عذاب بڑے خطرناک، انتہائی سخت اور بہت درد اور دکھ دینے والے ہیں۔

معزز حاضرین! ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر رب العالمین کا معافی اور درگزر فرمانا نہ ہوتا تو کسی کی زندگی کا لطف باقی نہ رہتا اور اگر اسکا دھمکانا اور ڈرانا اور سزا دینا نہ ہوتا تو ہر شخص بڑے ڈھٹائی اور بے پرواہی سے دوسرے پر ظلم زیادتی میں مشغول رہتا۔ حسن بن عثمان ابو حسان رمادیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں جس نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار کیا دیکھا کہ آنحضرت ﷺ خدا کے سامنے کھڑے اپنے ایک امتی کی سفارش کررہے ہیں جس پر فرمان باری جاری ہوا کہ کیا میں تجھے اتنا کافی نہیں کہ میں نے سورۃ رعد میں تجھ پر آیت "ان ربك لذو مغفرة للناس علىٰ ظلمهم" نازل فرمائی فرمایا اس خواب کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

لیکن میرے دوستو! سن لو ہم کو اللہ کے اسی ڈھیل سے کبھی بھی یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ غفور الرحیم ہے مہربان ہے ہمیں سب کچھ کرتے ہوئے بھی ہمیں معاف فرمائیں گے۔ دوستو! یاد رکھو اللہ اپنے بندوں کیلئے رسی ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ مکمل مجرم بن کر سزا دیں جہاں تک ڈھیل کی بات ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی دے دیتا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (الانعام۔۱۰)

"اور اللہ اپنے پیغمبر کو تسلی دیتا ہے کہ اپنی قوم کی غلط رویہ سے رنج اور فکر نہ کریں آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کا بھی اسطرح مذاق اڑایا گیا میں نے ان کافروں کیلئے بھی کچھ وقت ڈھیل دی تھی آخری بار بری طرح پکڑ لیا تھا اور بالکل نیست و نابود کر دیا تھا مجھے معلوم بھی ہے کہ میرا عذاب ان پر کیسے آیا اور انجام ان کا کیا ہوا۔"

صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل اور مہلت دیتا ہے پھر جب پکڑتا ہے تو وہ ظالم حیران رہ جاتا ہے پھر آپ نے وكذالك اخذ ربك اذا اخذ القرىٰ وهى ظالمة ان اخذه اليم شديد سنادی

مہلت برائے رجوع وتوبہ: ان تمام آیات کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ باوجود تمام گناہ کرنے کے ہمیں مہلت دیدی ہے تاکہ ہم گناہوں سے توبہ کر کے صراط مستقیم پر آجائیں۔ ہمارے تو گناہوں کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے ایسی کون سا گناہ ہے جو ہم مسلمان نہیں کرتے پچھلے اقوام کے حالات جب ہم پڑھتے ہیں انکی ہلاکت کا سبب ایک گناہ ہوتا تھا مثلاً قوم لوط کی تباہی صرف ایک گناہ لواطت کیوجہ سے ہوئی یہی کیفیت قوم عاد، ثمود کی بھی تھی ایک گناہ کے ارتکاب کیوجہ سے صفحہ ہستی سے مٹ گئے قارون کو زکوۃ نہ دینے کیوجہ سے تباہی کا سامنا کرنا پڑا:

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ (القصص۔ ۸۱)

"تمام مال و دولت، خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ پھر ہم نے اس قارون کو اس کے محل سمیت اسکے شرارت بڑھ جانے پر زمین میں دھنسا دیا ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسکو اللہ کے عذاب سے بچائے اور نہ خود اپنے کو بچا سکا۔"

دوسری طرف ہم مسلمان بڑے بڑے گناہ مثلاً سود، زنا، جوا، شراب، قتل و غارت، دھوکہ فریب، ظلم، چوری، ڈاکے، جادو، غرض تمام منھیات اور منکرات کھلم کھلا بلکہ فخریہ انداز میں کرتے رہتے ہیں اسی طرح اوامر پر عمل نہ کرنا بھی ہمارا معمول بن گیا ہے مثلاً نماز نہ پڑھنا، روزے نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا استطاعت کے باوجود سعادت حج سے مالا مال نہ ہونا وغیرہ ان تمام معاصی کے باوجود ہمیں عذاب نہ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہم سے غافل ہے اس کی وجہ خود رب العالمین نے ارشاد فرمائی۔

ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظلمون انما یؤخرهم لیوم تشخص فیه الابصار (ابراهیم۔ ۴۲)

"اور (اے مخاطب) جو کچھ یہ ظالم (کافر) لوگ کررہے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھو کیونکہ اس کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔"

یعمل الظالمون:

کوئی یہ تصور کر کے بے غم نہ ہو کہ میرے ان اعمال کا خبیر و علیم کو کوئی علم نہیں وہ تو ذرہ برابر میرے بھلے عمل کرنے سے واقف ہے یہ فوری عذاب نہ دینا اور مہلت دینا اسی کی طرف سے ہے کہ ممکن ہے یہ گناہ کرنے والا توبہ کر کے اللہ کی طرف پھر رجوع کرے اسکی فرمانبرداری کی راہ پر چل پڑے یا پھر گناہوں میں بڑھتا چلا جائے یہاں تک کہ قیامت واقع ہو۔

امم سابقہ پر عذاب کے اسباب: محترم دوستو! آخر صبر و مہلت کی بھی حد ہوتی ہے کب تک اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے گناہوں پر عذاب نہ دے گا قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے واقعات ہمارے عبرت کیلئے بیان ہوئے تا کہ ہم ان واقعات کو سن کر بے راہ روی اور گناہ کا ارتکاب ترک کر دیں مدین کی سرزمین پر رہنے والی قوم شعیبؑ جو ناپ تول میں کمی کرتے تھے یہ عمل چونکہ لوگوں کا حق کھانے یا ڈاکے ڈالنے کے مترادف تھا پیغمبر نے ان کو بارہا دفعہ منع کیا انہوں نے پیغمبر کی نصیحت کا مذاق اڑایا اور انہیں جھوٹا کہا اسی وجہ سے ان پر عذاب اس انداز سے نازل ہوا کہ سخت بھونچال آنے کیساتھ ایسی تیز و تند آواز آئی جس سے ان لوگوں کے دل پھٹ گئے سب مرنے کے بعد راکھ کا ڈھیر بن گئے اللہ تعالیٰ کے احکامات نہ ماننے اور اس کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرنے والوں کا ذکر مالک کائنات نے ان الفاظ میں فرمایا۔

وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا

سٰبِقِیْنَ o فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ o (العنکبوت۔۳۹۔۴۰)

"پس ہم نے ہر ایک (قارون فرعون ھامان) اسکے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو انہیں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی (مراد قوم عاد ہے) اور ان میں بعض کو ہولناک آواز نے آدبایا (یعنی قوم ثمود) اور انہیں میں سے بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (مراد قارون) اور ان میں سے بعضوں کو ہم نے پانی میں ڈبو دیا (مراد فرعون و ھامان) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ یہ لوگ خود اللہ کی نافرمانی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا"

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ واقعی مہلت بھی دیتے ہیں حالانکہ اسکے پاس بارشوں، طوفانوں، سمندروں، آگ ہواؤں کے خزانے موجود ہیں اگر وہ فوراً عذاب دینا چاہیں تو ان لوگوں کا نام ونشان نہ رہے گا مگر وہ ذات انتہائی بردبار اور حلیم ہونے کے ناطے توبہ کی مہلت دیتا ہے۔

اقوام عالم کے واقعات سے سبق: تمام کائنات اللہ کے حکم کی منتظر رہتی ہے آسمان سے لیکر زمین پر ہر چیز خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو انسان کی ہلاکت کیلئے کافی ہے فرعون پانی میں غرق ہوا قارون کے لئے فیصلہ زمین میں دھنسنے کا اللہ نے فرمایا وہی برباد ہوا۔ قوم ثمود کو بارش اور ہوا کے ذریعے ہلاک فرمایا ہوا کی چار قسمیں صرف عذاب کیلئے مختص ہیں اللہ ان کے ذریعے جسے چاہیں عذاب دیں ان چاروں کے نام عقیم، صرصر، عاصف اور قاصف ہیں۔ ان میں سے پہلی دو قسم بر یعنی خشکی کے ہیں اور آخری دو بحر یعنی دنیا کے پانی پر مشتمل خطوں کیلئے ہیں بعض کتب میں مذکور ہے جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی بربادی و ہلاکت کا فیصلہ فرمایا تو زمین میں ہواؤں پر مقرر فرشتے کو حکم دیا اس نے دریافت کیا کہ میں ہواؤں کے خزانے میں اتنا سوراخ کروں جتنا بیل کی ناک میں ہو تو اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اگر اتنا سوراخ ہو تو تمام زمین اور اسپر موجود اشیاء الٹ پلٹ ہو جائیں گے بلکہ اتنا سوراخ کرو جتنا انگلیوں میں پہننے والی انگوٹھی میں ہوتا ہے۔ اب آپ اندازہ کریں اتنے سوراخ سے جو ہوا چلی جو جہاں پہنچی وہاں تباہی مچادی جس چیز پر گزری نام ونشان کو ختم کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ ہمیں گزشتہ اقوام کے حالات واقعات جو اللہ ورسول نے ذکر فرمائے یہ ہمارے لئے عبرت کے طور پر ہے کہ ان جرائم سے باز آئیں جنکی وجہ سے پچھلی قومیں عذاب الٰہی سے دوچار ہوئیں۔ ورنہ ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو ان معذب قوموں کا ہوا۔

رب ذوالجلال ہم سب کو عذاب الٰہی سے بچا کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمادیں آمین۔

ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی*

اعجاز قرآن اور مستشرقین

اسلام اللہ رب العزت کی طرف سے سارے بندگان خدا کے لیے ضابطۂ زندگی اور نعمت عظمیٰ ہے، جس کی تکمیل خاتم الانبیاءؐ کے ذریعہ ہوئی۔ قرآن مجید کو اس مکمل ترین اور عالم گیر ضابطۂ زندگی کے منشور کا مقام حاصل ہے جو اپنے اندر جغرافیائی حد بندیوں اور رنگ و نسل کے فرق و امتیاز سے قطع نظر پوری انسانی برادری اور تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے کتاب ہدایت ہونے کی اہلیت رکھتا ہے، اس لیے کہ خاتم النبیین محمد عربیؐ تا قیام قیامت ساری دنیا کے لیے نبی رحمت بنا کر بھیجے گئے، ظاہر ہے قرآن مجید کی شکل میں جو نوشتۂ ہدایت آپ کو ملا اسے بھی پوری دنیا کے لیے اور منطقی طور پر قیامت تک کے لیے رہنما کتاب کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

یہ آفاقی کتاب ہدایت حق و باطل، جائز و ناجائز اور حلال و حرام میں فرقان کا مقام رکھتی ہے، ظلم و عدوان کے خلاف آواز اٹھاتی ہے، انسانیت نوازی اور بشر دوستی کا پیغام عام کرتی ہے، تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتی ہے، ضلالت و گمرہی کے قعر عمیق سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر لا کھڑا کرتی ہے اور پوری انسانیت کو معبودان باطل کے طوق وسلاسل سے نجات دلا کر بشریت کی معراج تک پہنچا دیتی ہے، بایں طور انسانی زندگی کے ہر ناحیے کو انقلاب سے روشناس کرا دیتی ہے۔ قرآن مجید کی عظمت کا یہ فکری یا نظریاتی پہلو ہے اس کی عظمت کا ایک دوسرا پہلو ہے جسے ادبی پہلو سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور بلا شبہ اس پہلو سے بھی دنیا کی دیگر تالیفات و تصنیفات کے بالمقابل عظمت و رفعت کی وسعتوں کو چھوئے ہوئی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید ایک طرف دینی وفکری سرمایہ ہے تو دوسری طرف بے مثل فنی و ادبی نمونہ اگر تعصب و تنگ نظری کے حصار سے نکل کر قرآنی عظمت کے ان دونوں پہلوؤں کو مستحضر رکھا جائے اور دنیا کی دیگر تمام ترعلمی کاوشوں سے موازانہ کیا جائے تو ایک غیر جانب دار مبصر و مشاہد کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس کا کوئی ثانی پیش کیا جاسکا ہے اور نہ کبھی پیش کیا جاسکے گا جیسا کہ اس کتاب کے مصنف کا یہ چیلنج ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (۱)

---

* ریڈر شعبہ دینیات، سنی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ انڈیا

''کہہ دو اے نبی! اگر جن وانس ایکا کر؟ ملیں کہ وہ اس قرآن کے جیسا کچھ پیش کردیں گے تو وہ پیش نہیں کرسکتے، اگر چہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہو جائیں۔''

بلاشبہ پوری دنیا کے مسلمان اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ کتاب ایک معجزہ ہے جو نبی کریمؐ کو نبوت کی دلیل کے طور پر عطا کیا گیا اور چونکہ نبی عربیؐ قیامت تک کے لیے نبی ہیں، اس لیے یہ سند نبوت بھی قیامت تک کے لیے معجزہ ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز اور وجوہ اعجاز کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض تو موضوع و مقصد کی بلندی و پاکیزگی کو قرآن کی اصل وجہ اعجاز قرار دیتے ہیں تو بعض حضرات نیرنگی مضامین و مطالب اور پیشین گوئیوں کی موجودگی کو، جبکہ بعض دوسرے علماء و ادباء دل کش فصاحت پر زور طرز استدلال، حیرت انگیز بلاغت نیز واضح اور مبرہن مسلک کو سبب اعجاز قرار دیتے ہیں۔

بلاشبہ وسعت فکر ونظر، خوبی تراکیب، مضامین کی بلندی، مقصد کی عظمت، موضوعات کی نیرنگی، تاریخی حقائق کے بیان، پیشین گوئیوں کے اعلان اور دوسری تمام فکری وفنی خصوصیات میں قرآن مجید کا اعجاز ناطق ہے اور بلاشبہ فکر وفن کی جن جن ندرتوں کا تصور کیا جاسکتا ہے، قرآن مجید ان سے بدرجۂ اتم مرصع ومزین ہے، سچ تو یہ ہے کہ انسانی کاوشیں اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ ہاں قرآن مجید کی اصل وجہ اعجاز سے متعلق اس رائے میں موزونیت ہے جس میں اس کی طرف دلکش اسلوب نگارش اور اعلی درجے کی فصاحت و بلاغت کو منسوب کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ نزول قرآن کے وقت جو عرب اول مدعو ومخاطب کی حیثیت رکھتے تھے وہ مقصد کی عظمت فکر کی بلندی اور تاریخ نگاری پر مغرور نہیں تھے، انہیں زبان دانی پر ناز تھا اور وہ بلاشبہ فصاحت و بلاغت کی امامت و پیشوائی کے علم بردار تھے، اسی وجہ سے وہ غیر عربوں کو بے زبان اور گونگا قرار دے دینا بھی اپنا حق سمجھتے تھے۔ زبان و بیان کے دقیقہ شناس اور ہم دانی کے مدعی عربوں پر جب انوار قرآنی کی تجلیاں پڑیں تو وہ محو حیرت ہوگئے، انہوں نے اس کلام ربانی کو عجیب وغریب چیز (۲) قرار دیا۔ خطابت وشاعری کے ماہر ومشاق اور قدرت بیان میں لاثانی عرب ششدر وسراسیمہ اور حیران و پریشان تھے کہ کلام کی مروجہ اقسام واصناف میں کس قسم وصنف سے موسوم کیا جائے، چنانچہ اضطراب و بے چینی کی حالت میں کبھی کلام مقدس کو شاعری (۳) کا نام دیا تو کبھی اس کی طرف سحر (۴) کو منسوب کیا تو کبھی کاہنوں کی سجع بندی (۵) اور جنوں کے کلام (۶) سے تعبیر کیا، اس صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سند رسالت کی تکذیب کے لیے اس کلام مقدس کے ثانی پیش کیے جانے سے متعلق معاندین کی طرف سے لعللنا ھذا کی رٹ سراپا حیرت اور دعوائے محض ثابت ہوئی اور اسے قطع نظر رنگ ونسل اور زمان ومکان کے تمام بنی نوع انسان کے لیے اور قیامت تک کے لیے زندۂ جاوید معجزہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

قرآنی ادبیات کی مختلف شقوں کو علمائے مشرق کے علاوہ علمائے مغرب نے بھی اپنی وقیع تصنیفات میں

موضوع بحث بنایا ہے۔قبل اس کے کہ قرآنی اعجاز سے متعلق مستشرقین کے ملاحظات کو حوالۂ ناظرین کیا جائے۔ استشراق اور مستشرق کے اصطلاحات کی بالاختصار وضاحت مناسب اور مفید مطلب ہوگی:

دی شارٹر آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق استشراق میں مشرقی اخلاق و کردار، طرز و ادا اور خصلت و خصوصیات کا مفہوم پنہاں ہے (۷)، اسی طرح اسی ڈکشنری میں مستشرق کی یوں وضاحت ملتی ہے:

مستشرق وہ ہے جو مشرقی زبان و ادب میں اپنے آپ کو مشغول و منہمک کیے ہوا ہو۔(۸)

استشراق اور مستشرق کے تعلق سے جناب ایڈورڈ سعید کی یہ عبارتیں قابل ذکر ہیں، مشرق جو استشراق یا اورینٹلزم کے لبادے میں ظاہر ہے وہ دراصل (مغرب کی) نمائندگی کا ایک نظام ہے جس کی تشکیل مختلف طاقتوں کے ذریعہ عمل میں آئی اور جو مشرق کو مغربی علم، معربی شعور اور مغربی سلطنت کی قلمرو میں لے آیا......

استشراق تبیین و توضیح کا ایک مکتبہ فکر ہے جس کا مواد مشرق، مشرقی تہذیب، مشرقی عوام اور مشرقی اقامت گاہیں ہیں۔(۹)

استشراق فی الواقع ایک نظریہ سے بڑھ کر تحریک کا نام ہے جس کے علم بردار جز وقتی عالمین کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ہمہ وقتی خدام کی حیثیت سے مشرقی علوم وفنون اور اہل مشرق کے فکر و خیال اور تہذیب و ثقافت سے قلم و قرطاس کے ذریعہ گہری وابستگی کا ثبوت دیتے ہیں۔یقیناً یہ انصاف اور علمی دیانت داری کے خلاف ہوگا، اگر اسلامی علوم وفنون سے متعلق ان کی بعض اہم علمی اور تحقیقی کاوشوں کا اعتراف نہ کیا جائے۔تاہم یہ سچ ہے کہ ان کے فکر و قلم کی شبانہ روز مساعی میں عیسائیت کو برتر اور منزہ شکل میں پیش کرنے اور اسلام کو کمتر اور مسخ شدہ شکل میں پیش کرنے کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔ایک نامور محقق و مورخ کا یہ تبصرہ بجا معلوم ہوتا ہے:

> ''یوروپین مورخ ہر واقعہ کی علت تلاش کرتا ہے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلۂ معلولات پیدا کرتا ہے۔اس میں بہت کچھ اس کی خودغرضی اور خاص مطمح نظر کو دخل ہوتا ہے۔وہ اپنے مقصد کو ایک محور بنالیتا ہے تمام واقعات اسی کے گرد گردش کرتے ہیں''۔(۱۰)

ایڈورڈ سعید تحریک استشراق کے نبض شناس کی حیثیت سے علمی دنیا میں معروف ہیں ان کی کتاب اورینٹلزم کے یہ چند الفاظ استشراقی مزاج پر ناطق ہیں:

Orientalism is not only a positive doctrine about the orient that exists at anyone time in the west, it is also an influential academic tradition. (11)

(استشراق مشرق کے بارے میں محض ایک مثبت نظریے سے عبارت نہیں ہے جو کبھی مغرب میں موجود رہا ہو، بلکہ یہ ایک موثر علمی روایت بھی ہے)

مستشرقین نے جن موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے، ان میں قرآن مجید ایک اہم موضوع ہے۔چونکہ یہ

شریعت اسلامیہ کا اول اور مستند ترین ماخذ ہے، اس لیے اس موضوع پر ان کا توجہ مرکوز کرنا ان کے لیے ناگزیر ضرورت اور محبوب مشغلہ قرار پایا۔ فکری یا نظریاتی پہلو کے علاوہ قرآن مجید کا ادبی پہلو بھی کم و بیش تمام علمائے استشراق کی علمی کاوشوں کا محور رہا ہے۔ لاثانی فصاحت و بلاغت، نظم و ترتیب اور اسلوب بیان کے علاوہ بعض دیگر مہتم بالشان موضوعات پر مبسوط مباحث ان کے علمی کاموں کی زینت بنتے ہیں۔ ایک مختصر مقالے میں یہ قطعاً ممکن نہیں کہ قرآنی ادبیات سے متعلق مستشرقین کی علمی کاوشوں کا جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ اس مقالے میں صرف انگریز مستشرقین کو پیش نظر رکھا گیا ہے جنھوں نے براہ راست قرآن مجید کے اعجاز بیانی پر اپنے فکر و خیال کا سرمایہ لٹایا ہے، اگرچہ ان میں سے بعض وہ حضرات بھی ہیں جنھوں نے ایک طرف قرآنی ادبیات کو لاثانی بتایا ہے تو دوسری طرف خدائی کلام سے موسوم کرنے میں تردد و تذبذب سے کام لیا ہے اور بعض تو ایسے بھی ہیں جنھوں نے بڑی ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے اور علمی خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے اسے خاتم الانبیاء محمد عربیؐ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا مجموعہ قرار دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔

ان مستشرقین کی بزم میں پروفیسر آرتھر جان آربری نسبتاً دیانت دار مستشرق ہیں، دی قرآن انٹرپریٹیڈ کے علاوہ اسلام ٹوڈے، رباعیات خیام، ماڈرن عربک پوئٹری، دی ہولی قرآن، ان انٹروڈکشن ود سیلیکشن، دی سیوین اوڈس، ریلی جینس ان دی مڈل ایسٹ جیسی علمی کاوشیں مشرق سے ان کی گہری وابستگی اور علوم اسلامیہ پر دسترس کی سند فراہم کرتی ہیں۔

آربری اپنی کتاب Revelation and Reason in Islam میں قرآن مجید کے ساتھ ہی ساتھ احادیث نبویہ کی عظمت و استناد کے قائل ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ خود سیرت نبوی پر بھی اللہ کی مخصوص ہدایت و رہنمائی کی گہری چھاپ ہے (۱۲)۔ قرآن مجید کی عظمت بتاتے ہوئے قرآن سے متعلق گویا ہیں کہ انسانی تاریخ میں اس کتاب نے بڑے گہرے اثرات چھوڑے ہیں اور ان کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ قرآن مجید ایک ایسی مذہبی تحریک کا ثابت ہوا جس نے اثر و رسوخ کی حامل، مستحکم، پروقار اور وسعتوں سے ہمکنار تہذیب کی افزائش کا بیڑا اٹھایا۔ (۱۳) اعادہ و تکرار عام طور پر انسانی تصنیف و تالیف میں نقص ہوتا ہے قرآن مجید میں اگرچہ واقعات و قصص اور انتقال و اخبار کے بیان میں یہ پہلو جگہ جگہ موجود ہے لیکن یہ قرآن مجید کا ایک وصف ہے اور اس طرز بیان میں شیرینی و اثر آفرینی اپنی جاتی ہے اور بسا اوقات یہ انداز بیان قاری یا مخاطب کو حیرت انگیز طریقے سے مخصوص واقعہ یا قصہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے مقصد و مدعا تک پہنچانے میں زبردست عامل ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے اس بے مثل اعادہ و تکرار پر آربری کی یہ عبارت ملاحظہ کی جائیں:

"Truth can not be denied by being frequently stated but only gains in clarity and convincing ness at every repitition and wher all is true, in

consequence and incomprehen sibility are not felt to arise". (14)

(تکرار کے ساتھ کوئی صداقت اگر بیان کی جائے تو انکار لازم نہیں آتا بلکہ صداقت و اعادہ پر وضاحت اور اثر آفرینی کے اعتبار سے اور مزین ہو جاتی ہے اور جب کہ کوئی کلام سرتا پا حق ہو (تکرار کے باوجود) بے ربطی و ابہام کے پیدا ہونے کا خیال تک نہیں کیا جاتا)

قرآن مجید کے اعجازی پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے دوسری زبانوں میں ترجمہ قرآن کے عدم امکان پر بھی آربری سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔ آربری کے بقول قرآن مجید میں جو فصاحت و بلاغت اور بحور و قوافی ہیں وہ بہت ہی نمایاں، سامعہ نواز اور بڑے زور دار ہیں، چنانچہ اس کے پر شکوہ اور مہتم بالشان اسلوب کو کسی اور زبان میں منتقل نہیں کیا جاسکتا (۱۵)، آربری کے مندرجہ ذیل تجزیے میں قرآن مجید کے لاثانی کلام ہونے اور قیامت تک کے لیے اس کے معجزہ ہونے سے متعلق فکر راست کی ترجمانی ہوتی ہے:

"If arabic could and can never be spoken as it was spoken in the koran, certainly the arabic of the koran defies the adequate translation". (16)

(عربی جس طرح قرآن مجید میں بولی گئی، اگر ایسی نہ کبھی بولی گئی اور نہ کبھی بولی جاسکتی ہے تو یقینی طور پر قرآن مجید کی عربیت کا یہ چیلنج ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ پیش نہیں کیا جاسکتا)

اعجاز قرآن پر خامہ فرسائی کرنے والوں میں فلپ کے ہٹی بھی ہیں۔ اگرچہ قرآنیات پر ان کی باضابطہ کوئی تصنیف منظر عام پر نہ آسکی تاہم اسلام، اسلامی تہذیب وتمدن اور تاریخ عرب اس کی گراں قدر تصنیفات ہیں اگرچہ ہٹی ان مستشرقین کے عام طرز فکر کی روش پر چلتے ہوئے بہت سے معاملات و مسائل کی بحث وتمحیص میں قابل مواخذہ ہیں تاہم اعجاز القرآن کے موضوع پر ان کے نتائج بحث صحت مند فکر و خیال کی غمازی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کے طرز بیان اور اسلوب نگارش پر اپنے خیالات یوں رقم کرتے ہیں:

"The style of the Quran is God's style. It is indifferent, incompareable and inimitable. This is basically, what constitutes the miraculous character (Ijaz) of the Koran. Of all miracles, it is the greatest: if all menand jinn were to colaborate, could not produce its like. (17)

(قرآن مجید کا طرز بیان خدا کا طرز بیان ہے۔ یہ نرالا، بے نظیر اور لاثانی و یکتا ہے، یہی بنیادی طور پر قرآن مجید کے اعجاز متعین کرتا ہے۔ تمام معجزات میں یہ سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اگر تمام جن و انس بھی مجتمع ہو جائیں تو اس کا مثیل پیش نہیں کرسکتے)

مشرق ومغرب کے علماء و دانشوروں نے اعجاز القرآن کے جن مختلف پہلوؤں کو اپنی بحث وتحقیق کا موضوع بنایا ہے ان میں اقوام وملل کے احوال وکوائف سے آگاہی بھی قابل ذکر ہے۔ پروفیسر ہٹی نے بھی قرآنی

قصص پر دانش ورانہ گفتگو کی ہے اور اس باب میں قرآنی عظمت کو وا کرتے ہوئے اپنے قارئین کو یہ گوش گزار کرایا ہے کہ افراد و اقوام کے یہ قصے محض تفریح طبع کے لیے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کسی خبر نامہ کے چند مشتملات و مباحث کی حیثیت سے ہیں بلکہ انسانیت کی اصلاح حال کے لیے ہیں اور ایک عظیم الشان ہدایت نامہ کے روح پرور اور فکر انگیز مواعظ حسنہ ہیں۔ ہٹی کی یہ عبارتیں قابل ملاحظہ ہیں:

All these narratived are used didacticlly. not for the object of telling a story but to preach a moral, to teach that god informer times has always rewarded the righteous and punished the wicked. (18)

(یہ تمام قصے ناصحانہ طور پر بیان کیے گئے ہیں، نہ کہ کہانی سنانے کے مقصد سے۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اخلاقیات کا درس دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں نیکوکاروں کو نوازا ہے اور بدکاروں کو سزا دی ہے)

مستشرقین میں الفرڈ گیام علم و دانش اور بڑی حد تک راست روی اور صحت مند فکر و خیال کے لحاظ سے موقر اور بلند قامت شخصیت کے مالک ہیں۔ دی لائف آف محمد، پروفیسی اینڈ ڈیوینیشن امنگ دی ہیبر یوز اینڈ سیمائٹس، نیولائٹ آن دی لائف آف محمد، اسلام اور دی ٹریڈیشن آف اسلام، قرآن اور سیرت نبوی پر قابل قدر تصنیفات، ایمان و یقین سے محروم علماء خواہ مشرق کے ہوں یا مغرب کے، یہ توقع بے جا ہوگی کہ وہ اسلام اور قرآن سے متعلق شریعت محمدی کے علم بردار اور حاملین قرآن کی طرح اپنے افکار و ملاحظات پیش کریں، تاہم راقم کی رائے میں مغرب کے اہل دانش میں الفرڈ گیام نے قابل ذکر حد تک تعصب و جانب داری کے حصار سے نکل کر فراخی ذہن اور سیر چشمی کا ثبوت دیا ہے۔ وحی الٰہی، عظمت قرآن، حفاظت قرآن، جمع قرآن، ناسخ و منسوخ اور نظم قرآن جیسے مباحث اس کی دلچسپی کے اصل محور ہیں، بیشتر موضوعات پر فکر و تحقیق کی روش پر گامزن ہوتے ہوئے اہم حقائق کا اعتراف کیا ہے، بلکہ ان کی توجیہ کی ہے۔

قرآن مجید کے لوح محفوظ کی ہو بہو نقل ہونے سے متعلق اپنی تمہیدی گفتگو میں عیسائی اور یہودی علماء کی طرف اس اعتراف حقیقت کو منسوب کیا ہے کہ ان کی مقدس کتب میں آمیزش و انحراف اور تغیر و تبدل واقع ہو گیا ہے لیکن قرآن کی بابت مسلمانوں کی طرف اس ناخوشگوار وقوع کو بہر حال منسوب نہیں کیا جا سکتا (۱۹)۔ قرآن مجید کے وحی الٰہی اور اس کے معجزہ ہونے سے متعلق گیام کے یہ الفاظ قابل ملاحظہ ہوں:

In the Quran, Muhammad, who disclaimed power to perform miracles, enshrined there in were themselves miracues sight of his apostleship. More than this. The Quran was a transcript of a tablet preserved in heaven, in which is written all that has happened and all that will happen. (20)

(قرآن مجید میں محمدؐ نے معجزات کی انجام دہی سے متعلق قوت واستطاعت کا انکار کیا جو معجزات قرآن میں محفوظ ہیں وہ بذات خود آپ کی رسالت کے حیرت انگیز ثبوت ہیں مزید برآں قرآن مجید اس لوح محفوظ کی نقل ہے جس میں جو کچھ ہوگیا ہے وہ اور جو کچھ واقع ہونیوالا ہے وہ، سب موجود ہے)

گیام قرآن مجید میں نسخ سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے قرآن مجید کی مستند حیثیت پر بے باکانہ گفتگو کرتے ہیں اور عام مستشرقین کی روش سے اجتناب کرتے ہوئے نسخ کو معقول اور مفید وموثر اصول سے تعبیر کیا ہے۔ مذکور دانشور کی رائے کے مطابق قرآن مجید لوح محفوظ کی نقل ہے جو من وعن اور نا قابل تغیر ہے جہاں تک رہی بات نسخ کی تو عقل عام کے نقطہ نظر کے مطابق اور اس کی عمومی تعلیمات کو روز مرہ کی زندگی میں نافذ کرنے کے لحاظ سے یہ عمل انسانیت نوازی و بشر دوستی کا غماز ہے اور بدلتے ہوئے احوال وکوائف میں اسے دیانت دارانہ اور حکمت ودانائی پر مبنی عمل قرار دیا جانا چاہیے (۲۱) اس طرح قرآن مجید کی آفاقی عظمت وحیثیت ہدایت ورہنمائی کے تعلق سے انسانوں کے لیے موثر ومفید مطلب ہونے کے لحاظ سے آشکار ہوجاتی ہے۔ نسخ سے متعلق گیام کے یہ ملاحظات مسلم علماء ومفسرین کے آراء وافکار سے متضاد ومتبائن نہیں ہیں۔

رینالڈ الین نکلسن کا شمار اعلیٰ تعلیم یافتہ مستشرقین میں ہوتا ہے۔ ای، جی براؤن اور رابرٹسن اسمتھ کی علمی سرپرستی نے نکلسن کو علم وآگہی کی وسعتوں سے ہمکنار کیا۔ اے وولیوم آف اورینٹل اسٹڈیز، رومی یوئڈ اینڈ مائنڈ، ٹرانسلیشن آف اسٹرن پوئٹری اینڈ پروز، اے لٹریری ہسٹری آف دی عربس، اسٹڈیز ان اسلامک مسٹی سزم، دی آئیڈیا آف پرسنالٹی ان صوفی ازم، دی مسٹکس آف اسلام پروفیسر نکلسن کی وہ تحقیقی کاوشیں ہیں جو علوم وفنون کی دنیا میں انہیں معتبر وموقر شخصیت کی حیثیت سے متعارف کراتی ہیں۔ اگرچہ اسلامیات کے تعلق سے تصوف ان کا مخصوص میدان ہے تاہم عربی ادب وثقافت پر بھی اس دانشور نے اپنی لیاقت واستعداد کے جوہر بکھیرے ہیں اور اس کے تحت قرآن مجید کے فکری اور فنی پہلوؤں پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ فترۃ الوحی، نظم قرآن، اجزائے قرآن کا صحابہ کرام کے پاس تحریری طور پر موجود ہونا، قرآن مجید میں سجع کا موجود ہونا اور کلام مقدس کا شک وشبہ سے بالاتر اور انسانی استعداد سے پرے ہونا جیسے ذیلی موضوعات پر نکلسن نے بعض مستثنیات کے ساتھ دیانت دارانہ گفتگو کی ہے' قرآن مجید کے اعجاز پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی حقانیت کا اعتراف اور اس کے لاثانی سند ہونے پر اظہار خیال ذیل کی عبارتوں سے مترشح ہوتا ہے:

"Its Genuiness is above suspicion, we shall se, more over, that the Koran is an exceedingly human document, reflecting every phase of Mohammad's personality and standing in close relation to the outward events of his life, so that here we have materials of unique and incontestable authority for tracing the origin and early

development of islam". (22)

(اس کی صداقت وحقانیت شبہ سے بالاتر ہے، مزید برآں یہ کسی انسانی دستاویز سے مافوق ہے جو محمدؐ کی زندگی کے ہر ناحیے کی عکاسی کرتا ہے اور آپؐ کی زندگی کے تمام ظاہری احوال وکوائف سے پورے طور پر وابستہ ہے۔ اس طرح ہم اسلام کے اصل وآغاز اور اس کے ابتدائی عروج واقبال سے واقفیت کے لیے حتمی اور بے نظیر مواد پاتے ہیں)

ڈی، ایس مارگولیتھ کا شمار ان مغربی دانشوروں میں ہوتا ہے جو عربی کے ساتھ ہی ساتھ دوسری مشرقی اور مغربی زبانوں میں دسترس رکھتے ہیں۔ دمشق کی عربی اکیڈمی، برٹش اورینٹل اکیڈمی، رویال ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال اور لیکو یکل اکیڈمی آف بریٹین سے مدتوں اعزازی رکن کی حیثیت سے جڑے رہے۔ عربی ادب، اسلامیات اور سیرت نبوی پر اس کی گراں قدر تصنیفات اس کی عالمانہ بصیرت کی جانب اشارہ اور کسی حد تک منصفانہ تجزیوں پر سند پیش کرتی ہیں۔ چونکہ موصوف ایک عیسائی عالم ہیں اس لیے یہ توقع رکھنا بے جا ہوگا کہ ان کی تحریروں میں موحدانہ شان اور مومنانہ بصیرت کی ترجمانی ہو، تاہم اسلام، قرآن اور سیرت کے تعلق سے بعض جارحانہ خیالات کے استثناء کے ساتھ قرآن مجید کی مافوق الفطرت حیثیت اور اس کے معجزانہ کردار پر بڑی حد تک مستشرقین کے روایتی انداز سے منحرف ہوتے ہوئے گفتگو کی ہے۔ واضح لفظوں میں قرآن مجید کے خدائی کلام ہونے کا اعتراف حقیقت کرتے ہوئے گویا ہے کہ تاریخ اس عظیم الشان پیغام کا مثل پیش کرنے سے قاصر ہے(۲۳) مارگولیتھ کی ان عبارتوں میں قرآن مجید کا اعجاز ناظرین کو دعوت ملاحظہ دیتا ہے:

The language of the Quran is God's language and its eloquence is miraculous: anyone who tries to rivelit can prove that for himself and being the communication of the all wise, it is infallible guide to conduct, the authority for both statements and precepts is paramount. It is therefore, absolutely and uniquely consistant; inconsistency, which would have been the sign of human effort, can not be found in it". (24)

(قرآن کی زبان خدا کی زبان ہے اس کی اعجازی شان اس کی فصاحت میں عیاں ہے اور حکیم مطلق کے ایک مکتوب کی حیثیت سے اطوار زندگی کا ایک غیر خاطی راہنما ہے افکار واقوال، دونوں میں اس کا استناد اعلیٰ وارفع ہے، اس لیے حتمی طور پر اور بے مثل طریقے سے یہ مربوط ہے۔ بے ربطی یا بدنظمی جو انسانی کاوش کی علامت ہے، اس میں نہیں پائی جاسکتی)

قرآنی اعجاز کے ایک اور پہلو پر مارگولیتھ نے اپنی نوک قلم کو حرکت دی ہے اور وہ ہے عربی زبان وادب پر اس کے گہرے اور دوررس اثرات ونتائج کا مترتب ہونا۔ موصوف بڑی جرأت مندی اور ایمان داری کے ساتھ اس صداقت کو سپرد قلم کرتے ہیں کہ قرآن مجید کلام ہے اور ادبی حسن وکمال کا شاہکار ہے جس کا ہمیشہ ہمیش کے

لیے کوئی مثیل و معاند نہیں ہوسکتا اور اس سرچشمہ فکر وفن کا عربی زبان میں نزول عربی زبان اور عربی زبان کی علم بردار قوم کے لیے دیگر اقوام وملل پر تفوق و برتری کا بجا طور پر محرک ثابت ہوا۔(۲۵)

عربی زبان کی آفاقیت کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرتے ہوئے مارگولیتھ گویا ہے:

"The theory, then, that the language of the Koran was divine, made its language worth studying, and suggested the application to that study of both deductive and inductive methods". (26)

(یہ نظریہ کہ قرآن مجید کی زبان خدائی زبان ہے، اس نے اس کی زبان (یعنی عربی) کو قابل مطالعہ بنادیا اور استخراجی واستقرائی یا استنباطی اور منطقی طریقوں سے اس کے مطالعہ کی مناسبت وموزونیت کو باور کرایا)

قرآن مجید کتاب ہدایت اور کتاب انقلاب ہے بنی نوع انسان کی گردنوں سے معبودان باطل کا قلادہ نکال کر انسانیت کی معراج سے ہمکنار کرتی ہے۔ تاریخ کی یہ ناقابل انکار صداقت کہ اس کتاب حق کے انوار کی تجلیاں جب تمام قسم کی غلاظتوں میں ملوث صحرانشینوں اور گلہ بانی کرنے والے عربوں کے اذہان وقلوب پر پڑیں تو ان کے اندر سیادت و قیادت کا وہ ملکہ پیدا ہوگیا جس کی مثال تاریخ نہ پیش کرسکی۔قرآنی عظمت وجلال کا یہ فکری پہلو ہے۔ مقصد کی عظمت و بلندی، موضوعات کی بوقلمونی، پیشین گوئیوں کی صداقت، تاریخی حقائق کا حسن بیان اور قصص و واقعات کی اثر آفرینی اور بے مثل فصاحت و بلاغت قرآن مجید کی عظمت کے وہ درخشاں ادبی پہلو ہیں اور بلاشبہ اس کا ہر ہر پہلو رفیع الشان اور بے مثل اعجازی کردار کا حامل ہے۔ہاں قرآن مجید کا اصل اور ثابت شدہ اعجاز اس کی بے مثل فصاحت و بلاغت میں مضمر ہے، کیونکہ نزول قرآن کے وقت مخاطب معاشرہ اپنی زباندانی پر نازاں و فاخر تھا اور اس نے اس ادبی شہ پارے کے مثل پیش کرنے سے متعلق پے در پے قرآنی چیلنجز کے سامنے سپر ڈال دیا تھا، یہاں تک کہ زبان و بیان کے دقیقہ شناس عربوں نے عقل وفکر کا توازن کھوکر کبھی اسے شعرو شاعری سے تعبیر کیا تو کبھی ساحری سے اور کبھی اسے جنون کی طرف منسوب کیا تو کبھی کاہنوں کی طرف۔

مستشرقین نے فکر وفن، دونوں کے اعجازی پہلوؤں پر علم وتحقیق کا بیڑا اٹھایا ہے، انگریزی زبان میں اسلام، قرآن اور سیرت پر لکھنے والے مغربی علماء کی ایک طویل فہرست ہے لیکن راقم نے اس مقالے میں اعجاز قرآن سے متعلق آرتھر، جان، آربری، فلپ کے ہٹی، الفرڈ گیام، رینالڈ الین نکلسن اور ڈی ایس، مارگولیتھ کی تحریروں کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔

بلاشبہ یہ حضرات استشراق کی دنیا میں شہرت کی بلندی پر کمندیں ڈالے ہوئے ہیں لیکن تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ بعض کے علاوہ بیشتر حضرات قرآن مجید کی عظمت پر گویائی کرتے ہوئے غلطاں و پیچاں نظر آتے

ہیں اوران کی تحریریں شک وریب، تردد وتذبذب اور تضاد وتناقض کا مرقع پیش کرتی ہیں، جس سے مغرب کے صاحبان علم و دانش کی شخصیتیں مخدوش ہوجاتی ہیں، تاہم بعض ایسے علمائے مغرب بھی ہیں جنھوں نے استشراق کی مخصوص ڈگر سے ہٹ کر بیشتر امور ومباحث میں علم وتحقیق کی شاہراہ اختیار کی ہے اور قرآنی اعجاز کے مختلف پہلوؤں پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے محقق ومستند حیثیت، لاثانی و بے نظیر اسلوب نگارش اور بے مثل فصاحت و بلاغت کو بالخصوص شرح وبسط کے ساتھ حوالہ ناظرین کیا ہے، جن کی تحسین و پذیرائی بہرحال علمی دیانت داری کا تقاضا ہے۔ (بحوالہ معارف اپریل ۲۰۱۳ء)

حوالے و حواشی

(۱) الاسراء: ۸۸۔ (۲) ق: ۲۔ (۳) الانبیاء: ۵، الصافات: ۳۶، الطور: ۳۰۔ (۴) البقرہ: ۱۰۲، المائدہ: ۱۱۰، یونس: ۷۶، الانبیاء: ۳، سبا: ۴۳، المدثر: ۲۴۔ (۵) الانعام: ۲۵، الانفال: ۳۱، النحل: ۲۴، المومنون: ۸۳۔ (۶) الاعراف: ۱۸۴، المومنون: ۲۵، ۷۰۔ (۷) سی، ٹی، اورنیس: دی سٹینڈرڈ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری، ج ۲، ص ۱۴۶۵، طبع سوم۔ (۸) سی، ٹی، اورنیس: ج ۲، ص ۱۴۶۵۔ (۹) ایڈورڈ سعید: اورینٹلزم، ص ۲۰۳، ۱۹۷۸ء، یو، ایس، اے۔ (۱۰) علامہ شبلی: سیرت النبیؐ، ج ۱، ص ۵۸، ۱۹۸۲ء، دارالمصنفین، اعظم گڑھ۔ (۱۱) ایڈورڈ سعید: اورینٹلزم، ص ۲۰۳۔ (۱۲) اے، جے، آربری: ریویلیشن اینڈ ریزن ان اسلام، ص ۱۱، طبع ۱۹۶۵ء، گریٹ برٹین۔ (۱۳) اے، جے، آربری: دی ہولی قرآن۔ این انٹروڈکشن ود سیلکشن، ص ۳۳، ۱۹۵۳ء، لندن۔ (۱۴) اے، جے، آربری: دی ہولی قرآن۔ این انٹروڈکشن ود سیلکشن، ص ۲۷۔ (۱۵) اے، جے، آربری: دی قرآن۔ انٹرپریٹیڈ، ج ۱، مقدمہ، ص ۲۴، ۱۹۵۵ء، لندن۔ (۱۶) اے، جے، آربری: دی ہولی قرآن۔ این انٹروڈکشن ود سیلکشن، ص ۲۸۔ (۱۷) فلپ، کے، ہٹی: اسلام۔ اے وے آف لائف، ص ۲۷، ۱۹۷۰ء، آکسفورڈ یونیورسٹی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ۔ (۱۸) فلپ، کے ہٹی: ہسٹری آف دی عربس، ص ۱۲۵، طبع نہم، ۱۹۶۸ء، نیویارک۔ (۱۹) الفرڈ گیام: اسلام، ص ۵۵، نظرثانی شدہ ایڈیشن، ۱۹۵۶ء، گریٹ برٹین۔ (۲۰) الفرڈ گیام: اسلام، ص ۵۵۔ (۲۱) الفرڈ گیام: دی قرآن، اسلام، ص ۱۸۹۔ (۲۲) رینالڈ الین نکلسن: اے لٹریری ہسٹری آف دی عربس، ص ۱۴۳، ۱۹۵۶ء، کیمبرج یونیورسٹی پریس۔ (۲۳) ڈی، ایس، مارگولیتھ: محمڈنزم، ص ۵۱، ۱۹۱۵ء، لندن۔ (۲۴) ایضاً، ۶۳۔ (۲۵) ایضاً، ص ۲۴۵۔ (۲۶) ایضاً۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

علم مقصد ہے وسیلہ نہیں!

۸/جنوری ۱۹۵۱ء کو طلبائے دارالعلوم دیوبند سے مؤثر اور تاریخی خطاب

حضرات! مجھے ایک عرصے کے بعد اگر چہ یہاں آنے کا موقع ملا ہے، لیکن آپ کی اس شاندار درسگاہ سے میرا تعلق نیا نہیں ہے، بلکہ بہت پرانا ہے۔ ابھی جب آپ ایڈریس پڑھ رہے تھے تو میرا ذہن بے اختیار گزرے ہوئے واقعات کی طرف جارہا تھا، ۱۹۱۴ء کی بات ہے جب مولانا عبیداللہ سندھیؒ دہلی میں مقیم تھے میں نے ان سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے ملنے کا موقع ملے، اگر میں دیو بند جاؤں تو مجھے اندیشہ ہے کہ میرے جانے سے وہاں کے حالات آلودہ ہو جائیں گے اور میری وجہ سے حکومت مدرسہ کی طرف سے مشکوک ہو جائے گی، مولاناؒ کو جب میرا ارادہ معلوم ہوا تو مجھ پر کمال عنایت فرمائی اور خود دیو بند سے دہلی تشریف لائے، اور یہ اہتمام کیا کہ شام کو ٹرین سے جو تقریباً سات بجے دہلی پہنچتی تھی دہلی تشریف لائے اور اور جو ٹرین رات کو تقریباً ۱۲ بجے دہلی سے روانہ ہوتی تھی اس سے واپس ہو کر صبح ہی دیو بند پہنچ گئے، ڈاکٹر انصاری جو اپنے بڑے بھائی حکیم نابینا کے واسطہ سے شیخ الہندؒ سے خاص عقیدت رکھتے تھے ان کی کوٹھی پر قیام فرمایا، میں رات کو آٹھ بجے ملاقات سے شرف اندوز ہوا، چند برس قبل جب مدرسہ میں ایک خاص تقریب ہوئی جس میں یوپی کے گورنر مسٹن کو دعوت دی گئی تھی تو مجھے بھی مدعو کیا گیا، حکیم اجمل خاں اور مولانا محمد علی مرحوم کیساتھ بھی یہاں حاضر ہوا، اور مدرسہ کی مہمان نوازیوں سے فیضیاب ہوا۔ مگر کچھ ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ میں جلسہ میں شریک نہ ہو سکا، اس کو ۲۵ سال ہوئے، مدرسہ سے میرا جسمانی تعلق پرانا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا مگر روحانی علاقہ اس سے بھی زیادہ پرانا ہے ___ ایڈریس میں بتایا گیا ہے کہ درس گاہ کی بنیاد خاص وقت میں ڈالی گئی، عام طور پر جب کسی مدرسہ کو بناتے ہیں تو اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ وہاں اصحاب تمول بکثرت ہوں، اور اس طرح کا ماحول ہو کہ ہر قسم کی مادی امداد ملتی رہے، مگر دیو بند ایسی آبادی نہ تھی، یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے، یہاں نہ دولت مندوں کی آبادی ہے، نہ اس کی اور کوئی خصوصیت قابل ذکر تھی، اگر یہ دارالعلوم نہ ہوتا تو لوگ دیو بند کے نام سے بھی واقف نہ ہوتے، اس کے علاوہ جب اس مدرسہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی اس وقت ہندوستان ایک بڑے انقلاب سے گزر رہا تھا، انقلاب کے بعد خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں پر جو مصیبت آئی، اس کا لحاظ کرتے ہوئے اور ملک کی عام حالت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل تھا کہ مسلمان اس آسمان کے نیچے اطمینان کا سانس بھی لے سکیں گے یا نہیں! صدیوں کی زندگی میں جو اجتماعی نظام قائم ہوا تھا اس کی بنیادیں منہدم ہو چکی تھیں، ۱۸۵۷ء کی خونی داستان کے بعد جس کو آج کل

غدر' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے اس سے علمی خاندان برباد ہو گئے ، ریاستیں ضبط کی گئیں ، یہ واقعہ تاریخ میں یادگار رہے گا ، ایسے وقت میں خدا کے چند مخلص بندوں نے اس بستی میں مدرسہ کی بنیاد ڈالی ، جہاں نہ اصحاب تمول رہتے تھے ، نہ مادی اعانت کے کرنے والے اور جہاں فقر و فاقہ کے سوا کچھ نہ تھا۔

مولانا محمد قاسم صاحبؒ جو حقیقتاً مدرسہ کے بانی تھے ، ان کی زندگی کس طرح کٹی ؟ مولانا محمود حسن صاحبؒ نے مجھ سے واقعہ بیان کیا کہ ان کو ۱۵ روپے تنخواہ ملتی تھی ، ایک پیسہ زیادہ نہ لیتے تھے ، نہ اس سے زائد کی کبھی انہوں نے تمنا کی ، اسی میں تمام زندگی بسر کی ، ۱۸۷۸ء میں جب پلونا میں روس وترکی میں لڑائی ہوئی تو برٹش گورنمنٹ کی پالیسی یہ تھی کہ روس کے مقابلہ میں ترکی کی امداد کی جائے ، ترکوں نے ''ریڈ کراس'' کے مقابلہ میں 'ہلال احمر' کھولی تھی ، ہندوستان میں ترکوں کے لئے چندہ کیا جاتا تھا ، ہر ضلع کے حکام لوگوں کو بلا کر ترغیب دیتے تھے ، سہارنپور میں بھی کلکٹر نے چندہ کی تحریک کی اور لوگوں کو جمع کیا ، حضرات علماء کو بھی بلایا گیا ، مولانا محمد قاسمؒ بھی اس میں مدعو تھے ، شیخ الہندؒ مجھ سے کہتے تھے کہ مولانا سمجھ گئے کہ ان کو اس لیے بلایا جارہا ہے کہ وہ بھی مسلمانوں سے چندہ کے لئے اپیل کریں ، مولاناؒ نے فرمایا کہ میں جب تک خود نمونہ نہ پیش کروں دوسروں سے کیونکر کہوں ، غریب سے غریب آدمی کے پاس بھی گھر کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے ، مولاناؒ کے یہاں بھی تانبے کے سوا دنیا کی کوئی چیز نہ تھی ، جب سہارنپور تشریف لے جانے لگے تو گھر کے تمام برتن ساتھ لے لئے اور چندہ کے لئے اپیل کی تو سب سے پہلے آپ نے یہ برتن پیش کر دیے ___ دراصل یہ وہ نمونہ تھا جو ہمیں صحابہؓ کی زندگی میں ملتا ہے ، غزوۂ عسرت میں جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے اعانت کیلئے فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال ومتاع بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا تھا ، جب ان سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا : "ما أبقيت لأهلك "اپنے بیوی بچوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو اس پیکر ایمان نے کہا تھا کہ " ابقيت لهم الله و رسوله "یعنی اللہ اور اس کے رسول کو۔ لوگ علم وتبحر کو ڈھونڈتے ہیں ، وہی چیز جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دل میں بس گئی تھی ، وہی جوہر ان بزرگوں کی زندگی میں بھی تھا ، حضرت ابو بکرؓ کے لئے ارشاد ہوا تھا : " لا بكثرة صومه ولا بصلوٰة ولكن بما وقر في قلبه " نماز ، روزہ کی زیادتی کے باعث نہیں ، بلکہ اس خاص جوہر کی وجہ سے ان کے دل میں جمادیا گیا تھا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ درسگاہ جس کی بنیاد ایسے لوگوں نے ڈالی ہو وہ مستقبل میں ایک لمحہ کیلئے بھی پریشان نہیں ہوسکتی ، ان بزرگوں نے محسوس کیا تھا کہ اگر مسلمانوں کی دینی زندگی کو تھامنا ہے تو اس کے لئے کوئی نئی اینٹ رکھنی چاہئے ، چنانچہ اس مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی جو اس شاندار مدرسہ کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

دارالعلوم کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کے خلوص کو قبول فرمایا اور ایسی برکت دی کہ اس درسگاہ سے ۷۰ برس کے قیام میں (قیام دارالعلوم کی مدت ۸۷ سال ہے) کتنے علماء ، فضلاء نکلے اس کو اگر بیان کیا جائے تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو جائے اور پھر بھی یہ داستان ادھوری رہے گی ، گزشتہ چار سال میں جو واقعات

ظہور میں آئے، ان کا نتیجہ تھا کہ ملک پر مصیبت کی گھٹائیں چھا گئیں ہم نے آزاد ہندوستان کا جو نقشہ تیار کیا تھا اگر باقی رہتا تو حالات یقیناً دوسرے ہوتے، مگر ملک تقسیم ہو گیا، جس کا نتیجہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی تباہی اور بربادی کی شکل میں نمودار ہوا، لاکھوں انسانوں پر اس طرح مصیبت آئی اور لاکھوں اس طرح مصائب سے دوچار ہوئے، مگر اب روز بروز حالات پر امن ہوتے جارہے ہیں، آج سے ۷۰ برس یا ۸۷ برس پیشتر جس روشنی نے آپ کی رہ نمائی کی تھی وہی روح آج بھی پیش نظر ہونی چاہیے۔

حضرات! کسی جماعت کی زندگی اس پر موقوف ہوتی ہے، اس کی روح اور دل کیونکر تیار کیا گیا ہے، آپکی یہ درسگاہ دراصل ایسا کارخانہ ہے جو مسلمانوں کی روحوں کو ڈھالتا ہے، یہ کارخانہ قائم ہے تو ہمیں پریشان نہ ہونا چاہئے، اس درسگاہ کے اسلاف نے عمل کا جو نمونہ پیش کیا تھا اور جن مقاصد کو لے کر یہ درسگاہ قائم کی تھی، اگر وہ روشنی آپ کی رہنمائی کررہی ہے تو میں آپ کو یقین دلاؤں گا کہ شاندار مستقبل اس کے لئے تیار ہے۔

آپ نے ایڈریس میں بعض خاص امور کا ذکر کیا ہے اور اس کے سندوں کو تسلیم کئے جانے کے لئے توجہ دلائی ہے، یہ بالکل درست ہے، اس مدرسہ کی واقعی تعلیمی حیثیت کا اعتراف کیا جائے جس کا وہ فی الواقع مستحق ہے، میں حکومت ہند کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس مدرسہ کی حیثیت اور اس کی عظمت سے بے خبر نہیں ہے، وہ جانتی ہے کہ یہ مدرسہ کس حیثیت کا مالک ہے اور اس کا قیام ملک کے لئے کتنا ضروری ہے، جہاں تک ممکن ہوگا حکومت اس مدرسہ کی خدمت کے لئے تیار رہے گی ___ آخر میں آپ کی محبت واخلاص اور حسن ظن کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے آنے اور مدرسہ دیکھنے کا موقع دیا، میری خواہش ہے کہ میں پھر اپنی زندگی کے چند بہترین لمحات یہاں بسر کروں، اگر وقت ہوتا تو میں طلباء کے لئے خاص وقت نکالتا، مگر وقت بہت کم ہے، اس کے لئے میں چاہتا ہوں کہ اسی اجتماع میں چند کلمات پیش کروں، غالباً مدرسہ کے سب طلباء یہاں موجود ہیں۔

طلباء عزیز! کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا ہے کہ تم جو تعلیم حاصل کررہے ہو، اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ علم مقصود ہے یا وسیلہ؟ دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ وسیلہ ہیں، اصل مطلوب نہیں، البتہ مطلوب ہیں وہ ان کے بغیر نہیں مل سکتیں، اسلئے وسیلہ بھی مطلوب ہو جائے گا، مثلاً سکہ چاندی سونے کا چلتا ہے، دولت کمانے کا یہی ذریعہ ہے، مگر ہماری زندگی کی ضرورتوں میں یہ سونا چاندی کس کام آتا ہے، اگر پیاس لگی ہو تو کیا چاندی سے بجھ جائیگی؟ بھوک میں کیا سونا بھوک بجھا دیگا؟ مگر جب تک یہ سامان نہ ہو کھانے پینے کی چیزیں مجھے نہیں مل سکتیں اسلئے چاندی سونے کا مسئلہ بھی ضروری ہو گیا ہے، گورنمنٹ نے کرنسی نوٹ چلائے ہیں، کاغذ کا پرچہ ایک چھدام کا بھی نہیں ہے، مگر گورنمنٹ نے اس پر چھاپ دیا ہے ایک ہزار روپے، اب یہ وسیلہ ہے، اسی کاغذ کے ذریعہ روپیہ اور اشرفیاں مل جاتی ہیں، یہ کاغذ وسیلہ ہو گیا ہے ایک ہزار روپے کے وصول کرنے کا، اب لوگ ہزار روپے کی اشرفیاں یا چاندی کے سکے نہیں رکھتے بلکہ کاغذ کا یہ پرزہ رکھ لیتے ہیں، جو چیزیں وسائل کا حکم رکھتی ہیں ان میں استقرار ضروری نہیں ہے، لیکن جو چیزیں مقاصد میں داخل ہیں، ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، بھوک میں غذا مقصد ہے،

وسیلہ اس کو بدل نہیں سکتا__ تم نے اپنے گھروں اور عزیز اقارب کو چھوڑا اور یہاں آئے ، ملک میں تعلیم کے دوسرے طریقے بھی رائج ہیں ، لوگ ان کی طرف دوڑتے ہیں مگر ہم نے اسکولوں اور کالجوں سے آنکھیں بند کیں تا کہ دینی علوم میں مہارت حاصل کرو ، بڑا مبارک ارادہ ہے ، لیکن سوال یہ ہے کہ جس علم کو تم سیکھ رہے ہو وہ علم وسیلہ ہے یا مقصد؟ تمہارے ذہن نے اگر اس کو نہ سمجھا تو میں متنبہ کروں گا کہ تم صحیح کام نہیں کر رہے ہو ، اور قوموں نے ہمیشہ علم کو وسیلہ سمجھا ہے مگر مسلمانوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے علم کو وسیلہ نہیں مقصد سمجھا ، ذریعہ معاش نہیں سمجھا۔ ہندوستان میں ۲۴ یونیورسٹیاں ہیں ، کالج ہیں اور لاکھوں اسکول ہیں ، جن کا دامن دیہات تک پھیلا ہوا ہے ، ان میں جو تعلیم ہوتی ہے ، اسکو وسیلہ سمجھا جاتا ہے مقصد نہیں سمجھا جاتا ، ان میں صرف اسلئے تعلیم حاصل کی جاتی ہے کہ سرکاری ملازمتیں مل سکیں اور اونچے عہدے حاصل کئے جاسکیں ، جو شخص وہاں جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ جب تک یہاں کی ڈگری موجود نہ ہو وہ معاش حاصل نہیں کر سکتا ، مگر میں تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس علم کی خاطر تم زانوئے ادب تہہ کر رہے ہو وہ علم مقصد ہے وسیلہ نہیں ہے ۔ اس کو کسی وسیلہ کیلئے حاصل نہیں کیا جاتا ، بلکہ اسلئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس کا حصول فرض ہے ، مسلمانوں نے ہمیشہ علم کو علم کیلئے سیکھا ہے ، انہوں نے کبھی علم کو اسلئے حاصل نہیں کی کہ اس کو ذریعہ معیشت حاصل کریں ، مسلمانوں نے ذریعہ معیشت کسی اور چیز کو بنایا ؟ جنھوں نے علم کے افسانے سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ جنہوں نے علم وفقہ مدون کیا ، جس پر کروڑوں مسلمان عمل کرتے ہیں وہ پارچہ فروش تھے انہوں نے اپنے وسیع علم کو ذریعہ معیشت نہیں بنایا ، معروف کرخیؒ موچی تھے ، آج ہم اس پیشہ کو سننے کو بھی تیار نہیں ہیں ، وہ کرخ میں نکل جاتے ، بازار میں بیٹھتے ، راہ چلتے آدمیوں کے جوتے سیتے اور اسکی اجرت سے گزر بسر کرتے ، شمس الائمہ کا نام ہی حلوائی پڑ گیا تھا اور اتنا بڑا عالم اپنا ذریعہ معیشت حلوہ فروشی بنائے ہوئے تھے __ اسی طرح اسلام کے مشہور علماء نے علم دین کے چشمے بہائے مگر کبھی علم دین کو ذریعہ معیشت نہیں بنایا ، وہ علم کو علم کیلئے حاصل کرتے تھے ، زخارف دنیوی کیلئے نہیں ، انکے نزدیک یہ گناہ تھا کہ علم کو دنیا کیلئے حاصل کیا جائے ، وہ تشنگان علم کو علم کی روشنی سے سیراب کرنا ہی اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے ، یہ ہمارے علماء کا خاص شیوہ رہا ہے کہ دین کی خدمت ، علوم دینیہ کی اشاعت کو انہوں نے اپنا فریضہ سمجھا ہے ، انہوں نے اس کیلئے خرید و فروخت کا بازار گرم نہیں کیا ، اس حقیقت کو اگر تم نے سمجھ لیا تو اپنی زندگی کی تاریخ ڈھال لی __ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی توفیق دی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کی صدا ہر شخص کے کانوں تک پہنچا دو ، کچھ دنوں کے بعد تم تعلیم کے مرحلوں کو طے کر کے فراغت حاصل کرو گے ، اور ایک عالم دین کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہو گے ، اس وقت تمہارے سامنے بھی یہ فریضہ ہونا چاہئے ، اگر تم نے یہ کر لیا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو علم تم حاصل کر رہے ہو ، اس آسمان کے نیچے اس سے اونچی عزت کا کوئی اور مقام نہیں ہوگا ۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اسکی توفیق بخشے ، میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ بار بار اس قسم کی تقریبات میں شرکت کا موقع ملے گا۔

مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات

(قسط ۷)

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں، خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے، طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں، وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔ امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { (مولانا) سمیع الحق }

بندہ نے اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں اُصولِ حدیث (جسے علوم الحدیث، مصطلح الحدیث اور علم درایۃ الحدیث بھی کہتے ہیں) میں علماء احناف کی تین سو (۳۰۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔

اَب اِس علم میں حضرات علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۳۰۱۔ " اختلاف أبی حنیفة وابن أبی لیلیٰ" تالیف أوّلِ مَن دُعِیَ بِقاضی القضاۃ فی الاسلام الامام أبی یوسف یعقوب بن ابراھیم بن حبیب بن خُنَیس بن سعد بن حبتة البَجَلی الأنصاری، أجلّ أصحاب الامام أبی حنیفة رحمھمااللّٰہ ، المولود فی الکوفة سنة ۱۱۳ھ ، المتوفّٰی بِبغداد یوم الخمیس أوّل وقت الظّھرفی الخامس من ربیع الأوّل وقیل ربیع الثّانی سنة ۱۸۲ھ

(یہ کتاب "مطبعۃ الاستقامۃ، قاہرہ" سے طبع ہوئی ہے اور اِس پر علامہ ابوالوفاء افغانی نے تعلیقات فرمائی ہیں)

۳۰۲۔ " السّھم المصیب فی کبد الخطیب " تالیف الامام العلّامة السّلطان الملِک المعظّم عیسی بن السّلطان الملِک العادل سیف الدّین أبی بکربن أیّوب الأیوبی الحنفی ، صاحب الشّام ،

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان، وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان)

المولود سنة ۵۷۶ھ، المتوفّی سنة ۶۲۴ھ

(یہ کتاب دہلی، ہندوستان کے "مطبعۃ الجامعۃ الملّیۃ" سے ۱۳۵۰ھ میں اور اس کے بعد مصر سے ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوئی)

۳۰۳. " الانتصار لِامام أئمّة الأمصار- أی أبی حنیفة - " (فی مجلّدین کبیرین) تالیف الشّیخ الحافظ المحدّث الفقیه المؤرّخ شمس الدّین أبی المظفّر یوسف بن قِزَاوَغلی بن عبدالله التُرکی ثمّ البغدادی، نزیل دمشق، الحنفی، المعروف بِسِبْطِ ابن الجوزی، المولود سنة ۵۸۱ھ، المتوفّی بِدمشق لیلة الحادی والعشرین من ذی الحجّة سنة ۶۵۴ھ

۳۰۴. " وفیات الأعیان من مذهب أبی حنیفة النعمان " تالیف الشّیخ قاضی القضاة نجم الدّین ابراهیم بن علیّ بن أحمد بن عبدالواحد بن عبدالمُنعِم بن عبدالصّمد الطّرسوسی الدّمشقی الحنفی، المتوفّی بِدمشق فی شعبان سنة ۷۵۸ھ

۳۰۵. " جَمْعُ أوهام التّهذیب " تالیف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّین أبی عبدالله مُغُلْطَای بن قِلِیج بن عبدالله البَکْجَرِی المصری الحنفی، المولود سنة ۶۸۹ھ، المتوفّی فی شعبان سنة ۷۶۲ھ

۳۰۶. " الأجوبة عن اعتراض ابن أبی شیبة علی الامام أبی حنیفة فی الحدیث " تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمَالی المصری الحنفی، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّی سنة ۸۷۹ھ

۳۰۷. " المنجد المغیث فی علم الحدیث " تالیف الشّیخ أبی الفضل مجد الدّین محمّد بن محمّد بن محمود المعروف بِابن الشّحنة الحلبی الحنفی، المولود سنة ۸۰۴ھ، المتوفّی سنة ۸۹۰ھ

۳۰۸. " التّمتّع بِالأقران فی تراجم الأعیان " (من أواخر المائة التّاسعة وأوائل المائة العاشرة) تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصره شمس الدّین أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ، المتوفّی سنة ۹۵۳ھ

۳۰۹. " تعلیقات القاری علی ثُلاثیات البخاری " تالیف الامام العلّامة نورالدّین أبی الحسن علیّ بن سلطان محمّد الهروی ثمّ المکّی، الحنفی، الشّهیر بلقب العلّامة مُلّاعلی القاری، المتوفّی سنة ۱۰۱۴ھ

۳۱۰. " نظم النُّخبة " تالیف الشّیخ الأدیب الصّوفی أبی بکر بن أبی القاسم بن أحمد بن محمّد بن أبی بکر بن محمّد بن سلیمان الحُسَینی الیَمنی التّهامی، الحنفی، المعروف بِابن الأهدل، المولود بِتهامة سنة ۹۸۴ھ تقریبًا، المتوفّی بِقریة المحط فی جمادی الأولی سنة ۱۰۳۵ھ

۳۱۱. " الرّاسخ فی المنسوخ والنّاسخ " تالیف الشّیخ الفاضل القاضی ابراهیم حنیف بن مصطفی

الرّومی الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۱۱۸۹ھ

۳۱۲. " عِقْدُالجمان فی أحادیث الجانّ " تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۳. " عقود الجواهر المنیفة فی أصول أدلّة ملهب الامام ابی حنیفة ممّا وَافَقَ فیه الأئمّةَ السّتّة أوبعضَهم " تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۴. " المربّی الکابُلی فیمَنْ رَوٰی عن الشّمس البابلی " تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۵. " مناقب أصحاب الحدیث " (منظومةٌ فی مائتین وخمسین بیتًا) تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۶. " نَشْقُ الغوالی من تخریج العوالی " (عوالی شیخه علیّ بن صالح الشّادری) تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۷. " الهدیّة المرضیّة فی المُسَلسل بِالأوّلیّة " تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۸. " المواهب الجلیّة فیمایتعلق بحدیث الأوّلیّة " تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۱۹. " التّغرید فی الحدیث المُسَلسل یوم العید " تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ ، المتوفّٰی بِمصرسنة ۱۲۰۵ھ

۳۲۰. " نظم اللئالی شرح ثُلاثیات البخاری " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه عبدالباسط بن رستم علی بن علی أصغر القنّوجی الهندی الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۱۲۲۳ھ

۳۲۱. " أربعون ثُنائیًا فی الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه عبدالباسط بن رستم علی بن علی أصغر القنّوجی الهندی الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۱۲۲۳ھ

۳۲۲. " فواتح الرّحمُوت فی شرح مسلّم الثُبوت " (مبحث السُنّة منه) تالیف الشّیخ العلّامة بحرالعلوم مولاناعبد العلیّ بن نظام الدّین بن قطب الدّین بن عبدالحلیم الأنصاری السّهالوی اللّکنوی الحنفی ، المتوفّٰی بِمَدراس فی الثنی عشرة من رجب سنة ۱۲۲۵ھ

۳۲۳. " التّعلیق الحسن علٰی آثارالسّنن " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه أبی الخیرمحمّد بن علی ، الشّهیربظهیرأحسن بن سبحان علی النِّیموی العظیم آبادی الحنفی ، المولود بِقریة نِیمی - من أعمال عظیم آباد ، الهند - یوم الأربعاء الرّابع من جمادی الأولٰی سنة ۱۲۷۸ھ ، المتوفّٰی یوم الجمعة السابع عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۲۵ھ

۳۲۴. " أحادیث الأربعین القدسیّة من الصُّحُف الابراهیمیّة والموسویّة " تالیف الشّیخ الفاضل القاضی محمّد أدیب بن محمّد الجراح النّقشبندی الحنفی ، المتوفّٰی بِدمشق فی أواخرسنة ۱۳۳۶ھ

۳۲۵. " کتاب الحُنَفَاء فی ذکرالضعف والضُّعفاء " تالیف الشّیخ الفاضل مولانا عبد الأوّل بن کرامت علی بن امام بخش بن جارالله بن گل محمّد بن محمّد دائم الجونفوری الحنفی ، المولود سنة۱۲۸۴ھ ، المتوفّٰی فی الثّانی عشرمن شوّال سنة ۱۳۳۹ھ

(یہ کتاب آسی پریس لکھنؤ ،محمودنگر سے طبع ہوچکی ہے)

۳۲۶. " الإعلام بِمَن فی تاریخ الهند من الأعلام " (نُزهة الخواطر و بهجة المسامع والنّواظر) تالیف الشّیخ المؤرِّخ العلّامة عبدالحئی بن فخرالدّین بن عبدالعلی الحَسَنی النّدوی الحنفی ، المولود بالهند لِثمانی عشرة لیلة خلون من رمضان سنة ۱۲۸۶ھ، المتوفّٰی لِخمس عشرة لیلة خلون من جمادی الآخرة سنة ۱۳۴۱ھ

(یہ کتاب آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور اِس میں قرنِ اوّل تا قرنِ چہاردہم یعنی پورے چودہ قرون کے علماء واَعیانِ ہند کے تراجم یعنی اَسماء الرّجال بیان ہوئے ہیں۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد ، ہند سے طبع ہوچکی ہے جبکہ کچھ مدت قبل ملتان سے بھی چھپ چکی ہے)

۳۲۷. " اِحیاء السُّنن " تالیف الشّیخ العلّامة حکیم الأُمّة مولانامحمّد أشرف علی التّهانوی

الحنفی ، المولود بِتھانہ بھون فی الخامس من ربیع الثّانی سنة ۱۲۸۰ ھ ، المتوفّٰی بِتھانہ بھون فی لیلة السّادس عشرمن رجب سنة ۱۳۶۲ ھ (یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوچکی ہے)

۳۲۸. " جامع الآثار" تالیف الشّیخ العلّامة حکیم الأُمّة مولانامحمّد أشرف علی التّھانوی الحنفی ، المولود بِتھانہ بھون فی الخامس من ربیع الثّانی سنة ۱۲۸۰ ھ ، المتوفّٰی بِتھانہ بھون فی لیلة السّادس عشرمن رجب سنة ۱۳۶۲ ھ (یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوچکی ہے)

۳۲۹. " رسالة فی مصطلح الحدیث " تالیف الشّیخ العالم المبارزالشّھیرمولاناعبیدالله السِّندی ، الحنفی ، المولود فی تاسع محرّم سنة ۱۲۸۹ ھ ، المتوفّٰی فی الثّالث من رمضان سنة ۱۳۶۳ھ (یہ کتاب کراچی میں طبع ہوچکی ہے)

۳۳۰. " تأنیب الخطیب علٰی ماسَاقَهٗ فی ترجمة أبی حنیفة من الأکاذیب " تالیف الامام العلّامة المحقّق المحدّث الفقیه الأصولی المتکلّم الشّیخ محمّد زاھد بن الحسن الکوثری الحنفی ، وکیل المشیخة العثمانیّة سابقًا ، المولود سنة ۱۲۹۶ ھ ، المتوفّٰی فی التّاسع عشرمن ذی القعدة سنة ۱۳۷۱ھ

۳۳۱. " مقدمة زاد المنتھی شرح سُنن التّرمذی " تالیف الشّیخ العلّامة المحدّث الکبیر والفقیه الجلیل المفتی الأعظم مولانا مفتی محمود بن محمّد صدیق بن محمّد دراز بن گلستان بن عمر بن محمّد بن موسی بن عالم ، الحنفی ، الأمین العام لِجمعیّة علماء الاسلام باکستان ، المولود لیلة الاثنین السّادس من ربیع الثّانی سنة ۱۳۳۷ ھ ، المتوفّٰی فی الرّابع من ذی الحجّة سنة ۱۴۰۰ھ

۳۳۲. " أُصول الحدیث علٰی مذھب الحنفیّة " تالیف الشّیخ المحدّث الکبیرمولانا محمّد زکریّاالکاندھلوی المدنی ، الحنفی، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ ھ ، المتوفّٰی أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ ھ

۳۳۳. " جزء المبھمات فی الأسانید والرّوایات " تالیف الشّیخ المحدّث الکبیرمولانا محمّد زکریّا الکاندھلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ ھ ، المتوفّٰی أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ ھ

(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں خودفرمایا کہ احادیث کی اسانید میں بھی اورروایات میں بھی بہت سے نام مبہم آتے ہیں ، اِس ناکارہ نے اُن سب کے نام دوسری احادیث سے تلاش کرکے لکھنے شروع کئے تھے اوراچھا خاصا ذخیرہ ہوگیا تھا، اُن میں سے اُن مبہمات کوچھوڑ دیا گیا جوتہذیب ،تقریب ،تعجیل وغیرہ میں آگئے ہیں)

۳۳۴. " تبويب تأويل مختلف الأحاديث لابن قتيبة " تاليف الشّيخ المحدّث الكبيرمولانا محمّد زكريّا الكاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ ھ ، المتوفّی أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ابن قتیبہ کی تاویل حدیث مشہور کتاب ہے مگر مبوّب نہیں ہے، کیف ما اتفق احادیث کو جمع کر دیا ہے، اِس ناکارہ نے ابواب فقہیہ کی ترتیب پر اس کی تبویب کی تھی)

۳۳۵. " تبويب مشكل الآثار للطّحاوی " تاليف الشّيخ المحدّث الكبيرمولانا محمّد زكريّا الكاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ ھ ، المتوفّی أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ امام طحاوی کی ''مشکل الآثار'' چار جلدوں میں ہے اور اس کی فہرست بھی مسلسل مضامین کے اعتبار سے غیر مرتب ہے، اِس ناکارہ نے اُن کی چار جلدوں کی فہرست کو ابوابِ فقہیہ کے اعتبار سے مرتب کیا تھا)

۳۳۶. " مُعجم المُسند للامام أحمد " تاليف الشّيخ المحدّث الكبيرمولانا محمّد زكريّا الكاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ ھ ، المتوفّی أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ مسند امام احمد کی روایات ترتیب صحابہ پر ہیں جس میں حدیث کا تلاش کرنا بڑا مشکل ہے، اِس رسالہ میں حروف تہجی کے اعتبار سے اُن سب صحابۂ کرام کی روایات کی فہرست لکھی گئی ہے جس میں ہر صحابی کی احادیث مع جلد و صفحہ درج کی گئی ہیں، بہت مفید رسالہ ہے جس سے احادیث کا نکالنا بہت آسان ہے)

۳۳۷. " معجم الصّحابة الّذين أخرجَ عنهم أبوداؤد الطّيالسی فی مسنده " تاليف الشّيخ المحدّث الكبيرمولانا محمّد زكريّا الكاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ ھ ، المتوفّی أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ امام ابوداؤد طیالسی نے بھی مسند احمد کی طرح سے صحابہ کی روایات صحابۂ کرام کے مراتب کے اعتبار سے نقل کی تھیں جس سے وہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو مراتبِ صحابہ سے واقف ہو، اِس ناکارہ نے اُن سب صحابۂ کرام کی روایات کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کی)

۳۳۸. " تحفة الدّررشرح نُخبة الفكرفی مصطلح أهل الأثر " (اُردو) تاليف الشّيخ مولانامفتی سعيد أحمد

پالنپوری الحنفی ، أُستاذ الحدیث بِدارالعلوم دیوبند ، فَرَغ من تالیفہ فی أوّل ربیع الأوّل سنة ۱۴۰۵ ھ
(یہ کتاب قدیمی کتب خانہ کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۳۳۹. " فیض المُنعِم شرح مقدّمة مسلم " (أُردو) تالیف الشّیخ مولانا مفتی سعید أحمد پالنپوری الحنفی ، أُستاذ الحدیث بِدارالعلوم دیوبند ، فَرَغ من تالیفہ فی العاشر من رجب سنة ۱۴۰۸ ھ
(یہ کتاب مکتبہ نعمانیہ کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۳۴۰. " التحقیق والتّعلیق علٰی ظفرالأمانی شرح مختصرالسّید الشّریف الجرجانی " تالیف الشّیخ الفاضل الدّکتور تقیّ الدّین النّدوی المظاهری الحنفی ، أُستاذ الحدیث بِجامعة الامارات العربیّة المتّحدة ، فَرَغ من تالیفہ فی الرّابع من ذی الحجّة سنة ۱۴۱۳ ھ

۳۴۱. " الفوائدالمُستَمدّة من تحقیقات العلّامة الشّیخ عبدالفتّاح أبی غُدّة فی علوم مصطلح الحدیث " تالیف الشّیخ الفاضل الدّکتور ماجد الدّرویش الطّرابلسی الحنفی ، فَرَغ من تالیفہ یوم الأحد التّاسع من شوّال سنة ۱۴۲۵ ھ
(یہ کتاب پہلی بار ۱۴۲۶ھ میں" دارالامام أبی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ" طرابلس ، لبنان اور" دارالبشائرالاسلامیة" بیروت ، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے اور یہ کتاب محدّثینِ احناف کے لئے بہت مفید ہے)

۳۴۲. " شرح مقدّمة صحیح مسلم " (أُردو) تالیف الشّیخ المحدّث الفقیہ الدّکتور مولانا مفتی نظام الدّین الشّامزی ، الحنفی ، الشّهید ، استُشهِدَ فی کراتشی باکستان یوم الأحد الحادی عشر من ربیع الثّانی سنة ۱۴۲۵ ھ

۳۴۳. " مقامِ حدیث مع ازالۂ شبہات " تالیف الشّیخ المحدّث مولانا فیض أحمد الککروی الملتانی الحنفی ، المتوفّٰی یوم السّبت الرّابع والعشرین من رمضان سنة ۱۴۲۸ ھ

۳۴۴. " شوقِ حدیث " تالیف الشّیخ العلّامة المحدّث المحقّق أبی الزّاهد مولانا محمّد سرفرازخان صفدر بن نورأحمدخان بن گل أحمدخان السّواتی الحنفی ، المتوفّٰی لیلة الثّلثاء التّاسع من جمادی الأولٰی سنة ۱۴۳۰ ھ

۳۴۵. " انکارِحدیث کے نتائج " تالیف الشّیخ العلّامة المحدّث المحقّق أبی الزّاهد مولانامحمّد سرفرازخان صفدر بن نورأحمدخان بن گل أحمدخان السّواتی الحنفی ، المتوفّٰی لیلة الثّلثاء التّاسع من جمادی الأولٰی سنة ۱۴۳۰ ھ

۳۴۶. " دراساتٌ فی أُصول الحدیث علٰی مَنهَج الحنفیّة " (فی مجلّدٍکبیر) تالیف الشّیخ الفاضل

البارع عبدالمجید التُّرکمانی، طُبِعَ هذا الکتاب أوّل مرّةٍ فی کراتشی باکستان سنة ۱۴۳۰ھ

۳۴۷. "مَنهج الحنفیّة فی نَقدِ الحدیث، بین النّظریّة والتّطبیق" (فی مجلّدٍ کبیر) تالیف الشّیخ الفاضل البارع الدّکتور کیلانی محمّدخَلِیفَة، طُبِعَ هذا الکتاب أوّل مرّةٍ فی "مطبعة دارالسّلام" مصر سنة ۱۴۳۱ھ

۳۴۸. "مقدّمة هدایة القاری علٰی صحیح البخاری" تالیف الشّیخ المحدّث الکبیر، الفقیه الجلیل، المفتی الأعظم، العارف باللّٰه (شیخ راقم الحروف فی الحدیث والسّلوک والافتاء)، العلّامة مولانا مفتی محمّد فرید بن الشّیخ العلّامة مولانا حبیب اللّٰه بن الشّیخ أمان اللّٰه بن الشّیخ مُلّامحمّد میر بن الشّیخ العلّامة عبداللّٰه الأفغانی، الحنفی، المولود فی قریة زروبی من أعمال صوابی باکستان یوم اجتماع العیدین أی یوم عیدالفطر و یوم الجمعة المبارکة عند طلوع الفجر أوّل شوّال سنة ۱۳۴۴ھ، المتوفّٰی یوم السّبت السّابع من شعبان المعظّم سنة ۱۴۳۲ھ

۳۴۹. "فتح المُنعِم بشرح مقدّمة صحیح مسلم" تالیف الشّیخ المحدّث الکبیر، الفقیه الجلیل، المفتی الأعظم، العارف باللّٰه (شیخ راقم الحروف فی الحدیث والسّلوک والافتاء)، العلّامة مولانا مفتی محمّد فرید بن الشّیخ العلّامة مولاناحبیب اللّٰه بن الشّیخ أمان اللّٰه بن الشّیخ مُلّا محمّد میر بن الشّیخ العلّامة عبداللّٰه الأفغانی، الحنفی، المولود فی قریة زروبی من أعمال صوابی باکستان یوم اجتماع العیدین أی یوم عیدالفطر و یوم الجمعة المبارکة عند طلوع الفجر أوّل شوّال سنة ۱۳۴۴ھ، المتوفّٰی یوم السّبت السّابع من شعبان المعظّم سنة ۱۴۳۲ھ

۳۵۰. "مقدّمة منهاج السّنن شرح جامع السّنن للامام التّرمذی" تالیف الشّیخ المحدّث الکبیر، الفقیه الجلیل، المفتی الأعظم، العارف باللّٰه (شیخ راقم الحروف فی الحدیث والسّلوک والافتاء)، العلّامة مولانا مفتی محمّد فرید بن الشّیخ العلّامة مولاناحبیب اللّٰه بن الشّیخ أمان اللّٰه بن الشّیخ مُلّا محمّد میر بن الشّیخ العلّامة عبداللّٰه الأفغانی، الحنفی، المولود فی قریة زروبی من أعمال صوابی باکستان یوم اجتماع العیدین أی یوم عیدالفطر و یوم الجمعة المبارکة عندطلوع الفجر أوّل شوّال سنة ۱۳۴۴ھ، المتوفّٰی یوم السّبت السّابع من شعبان المعظّم سنة ۱۴۳۲ھ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی تین سو پچاس (۳۵۰) تالیفات کا تذکرہ آچکا ہے جو کہ ایک عظیم ذخیرۂ علمیہ کے طور پر نورِ نظرِ قارئین بن کر سامنے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آئندہ بھی اسی نوع کی مزید تالیفات کو شاملِ سلسلۂ ہٰذا کیا جائے گا۔ إن شاء اللّٰہ۔

وصلّی اللّٰه تعالٰی علٰی خیر خلقه محمّدٍ وّعلٰی آلِهٖ واصحابِهٖ أجمعین

مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

اِسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی

(دنیا مسلمانوں سے قائم ہے اور مسلمان دینی مدارس سے)

چینی مسلمانوں کے خوش کن حالات:

گذشتہ ماہ راقم الحروف آبادی میں دنیا کے سب سے بڑے ملک چین کے دعوتی دورہ سے واپس ہوا تو اس کے لیے وہاں کی غیر معمولی صنعتی وتجارتی ترقی تو متاثر کن تھی ہی لیکن بحیثیت ایک مسلمان اور مدرسہ کے ایک طالب علم کے جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ وہاں کے مسلمانوں کی دین پر استقامت تھی جو دین ومذہب کے حوالہ سے گذشتہ پون صدی کے ناگفتہ بہ حالات اور ان پر ہونے والے انسانیت سوز مظالم کے باوجود محض فضل خداوندی سے ان کے حصہ میں آئی تھی، اکثر چینی مسلمان حتی کہ نوجوان بھی نمازوں کے پابند اور داڑھی وٹوپی میں نظر آئے، چین کے تجارتی شہر (Yoo) میں جب میں نماز جمعہ کے لیے پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ خطبہ سے بہت پہلے ہمارے اکثر چینی مسلمانوں سے پوری مسجد بھری ہوئی ہے، میں تین سال قبل فلسطین کے شہر بیت المقدس میں مسجد اقصی میں نماز جمعہ کی سعادت حاصل کر چکا تھا، لیکن وہاں میرے لیے خون کے آنسو رونے کا مرحلہ تھا، یہ دیکھ کر کہ دنیا کی تیسری سب سے بابرکت مسجد اقصی میں ہمارے فلسطینی بھائی خطبہ جمعہ کے شروع ہونے کے بعد بھی بمشکل 2/3 صف کے برابر نہیں تھے اور عین جماعت کے وقت پوری مسجد ان سے بھر گئی تھی۔

ماضی میں چین کی بہت ساری ریاستیں سنکیانگ، لینگ ھسیا اور لانسو وغیرہ مسلم اکثریتی صوبوں کی حیثیت سے اسلامی تاریخ میں ہمیں نظر آتے ہیں، لیکن بعد میں کمیونسٹوں کی حکمرانی میں ان کو اپنے دین ومذہب پر عمل پیرا ہونے کے لیے جن آزمائشوں سے گذرنا پڑا وہ نہ صرف اسلامی بلکہ انسانی تاریخ کا ناقابل یقین حصہ تھا، بڑے ہی کٹھن مراحل سے وہاں کے مسلمانوں کو گذرنا پڑا، ان لوگوں نے تہہ خانوں میں چھپ چھپ کر اپنے ایمان کی حفاظت کی اور اپنے بچوں کو قرآن مجید سکھایا جبکہ ان کے لیے قرآن مجید کے مصاحف کو اپنے گھروں میں رکھنا ایسا ناقابل معافی جرم تھا کہ اس کی سزا پھانسی سے کم نہیں تھی۔

یہی صورتحال سوویت یونین کی مسلم ریاستوں کی بھی ہے:

مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کی کچھ اسی طرح کی داستان ماضی قریب میں سوویت یونین یعنی روس

کی مسلم ریاستوں کی بھی رہی ہے ازبکستان ،قزاقستان ،ترکمانستان ،تاجکستان،آذربائیجان اور کرغیزیا وغیرہ میں مسلم اکثریتی آبادی کے باوجود اسلام پر عمل پیرا ہونا تو درکنار غلطی سے نام لینا بھی اس ملک کے خلاف بغاوت سے بھی بڑا جرم تھا،وہاں کے دینی مدارس پر جو آج برصغیر میں دیوبند وندوہ سے بھی بڑے اور قدیم وتاریخی تھے تالے لگائے گئے ،مساجد کو آثار قدیمہ میں بدل دیا گیا ،اذان پر پابندی تھی ،قرآن مجید کی تلاوت واشاعت ممنوع تھی ،شعائر اسلام کے اظہار پر امتناع تھا،لیکن چینی مسلمانوں کی طرح ان روسی مسلمانوں نے بھی پہاڑوں کی چوٹیوں میں جاجا کر اور قبرستانوں میں بڑے بڑے گڈھے کھود کر اور اس میں چھپ چھپ کر نہ صرف اپنے بلکہ اپنی نئی نسلوں کے ایمان کو محفوظ رکھا،سابق روسی صدر گورباچیف کے عہد میں مسلمانوں کے لیے مذہبی آزادی کا سلسلہ شروع ہوا تو ۱۹۹۰ء میں تاجکستان میں پہلی دفعہ مسلمانوں کو رمضان میں روزے رکھنے اور مساجد میں جاکر نماز عید ادا کرنے کی اجازت ملی ،تاشقند میں دوبارہ سات کروڑ کی لاگت سے ایک بہت بڑے دینی مدرسہ کا قیام عمل میں آیا اور ازبکستان میں ۱۵۰ مساجد کو دوبارہ کھولا گیا۔

لیکن اسپین میں ایسا کیوں نہیں ہوا......؟

چین ہو یا روس کی مسلم ریاستیں ،ترکی کی عثمانی خلافت ہو یا مشرق بعید کی اسلامی حکومتیں ،سب جگہ اسلام کو دبانے کی کوششیں کی گئیں اور کچھ مدت تک ان سب جگہوں پر مسلمان مغلوب ومظلوم بھی رہے ،لیکن اسلام کا سورج پہلے سے زیادہ آن بان اور بہتر شان کے ساتھ وہاں دوبارہ طلوع ہوا اور ان کے خاکستر میں چھپی ہوئی چنگاریوں نے وہاں کے مسلم باشندوں کو اسلام کی طرف لانے میں اہم رول ادا کیا،چین سے واپسی کے بعد میں کئی دنوں تک یہی سوچتا رہا اور یہ سوال مجھے بے چین کرتا رہا کہ چین وروس کی طرح کبھی ماضی میں بحر اوقیانوس سے متصل واقع اسپین یعنی اندلس میں بھی ہماری حکمرانی تھی ، ۷۱۱ء سے ۱۴۹۲ء تک ۷۸۱ سال مسلسل مسلمان پوری آزادی سے وہاں حکومت کرتے رہے ،اسپین کی ہماری اسی مسلم حکومت نے پہلی دفعہ یوروپ میں موجود جہالت کی تاریکیوں میں علم کی شمعیں روشن کیں اور مغرب کو سائنسی وصنعتی اور طبی وتعمیری میدانوں میں متعارف کرایا،وہاں کے مسلمانوں کے تعمیر کردہ فن تعمیر کے نمونے چودہ سو سال گذرنے کے باوجود آج بھی سر اٹھا اٹھا کر اپنی عظمت رفتہ کا پتہ دے رہے ہیں،قرطبہ کا قصر الزہراء اور الحمراء کے تعمیری شاہ کار کے کھنڈرات آج بھی کسی تاج محل سے کم نہیں،اس زمانے میں دینی لحاظ سے بھی اندلسی مسلمان اچھی حالت میں تھے،اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت صرف قرطبہ شہر میں سات سو مساجد تھیں،لیکن افسوس کہ ۱۴۹۲ء میں ابوعبداللہ کی آخری حکمرانی کے بعد وہاں باقی رہنے والے مسلمانوں کی کچھ جماعتوں نے تو اپنا ایمان بچا کر افریقی ممالک کی طرف ہجرت کی اور جو مسلمان وہاں رہ گئے وہ کچھ دنوں کے بعد دین سے نکل گئے اور بعد میں ان کی نسلیں بھی ارتداد

والحاد کا شکار ہوگئیں اس طرح کہ کچھ دنوں کے بعد خود انکو پتہ بھی نہیں رہا کہ کبھی انکے آباء واجداد بھی دین اسلام کے حامل اور دین حق کے پیروکار تھے، میری سمجھ میں بہت دنوں تک یہ بات نہیں آئی کہ روس وچین کے مسلمانوں کی طرح اسپینی مسلمانوں کی طرف سے دین پر استقامت کے وہ نمونے کیوں دیکھنے میں نہیں آرہے ہیں۔

اس کی بنیادی وجہ:

۱۹۹۵ء میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور ندوۃ العلماء کے موجودہ ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم نے مسلم روسی ریاستوں کا دعوتی دورہ کیا تھا، واپسی پر حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی نے جو اپنی بے پناہ دینی بصیرت وفراست کے ساتھ نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تاریخ عالم پر بھی گہری نگاہ رکھتے ہیں اس کا ایک دلچسپ سفرنامہ ''سمرقند وبخارا کی بازیافت'' کے نام سے تحریر کیا تھا، جب میں نے اس سفرنامہ کو دوبارہ پڑھا تو مجھے اسپین میں مسلمانوں کے دین پر قائم نہ رہنے کی وجہ کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی اور اس کا سرا ہاتھ لگ گیا، مولانا نے اس میں مسلم ریاستوں میں پیدا ہونے والی اسلامی بیداری کے پس منظر کا دعوتی تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ماوراء النہر کے یہ تمام علاقے اسلامی نقطہ نظر سے اپنا شاندار ماضی رکھتے تھے اور اس وقت یہاں کے مسلمانوں نے دینی تعلیم کے مدارس ومراکز کے قیام پر پوری توجہ دی تھی، اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں صرف بخارا شہر میں ڈھائی سو دینی مدارس تھے، گویا اس وقت روسی مسلمانوں کو واپس اسلام کی طرف لانے میں ماضی کے انھیں دینی مدارس نے اہم رول ادا کیا تھا، جب میں نے اسپین کے مسلمانوں کی تاریخ کا ازسر نو مطالعہ کیا تو مجھے وہاں سوائے ان دینی مدارس کے ہر چیز نظر آئی پھر بات سمجھ میں آئی کہ اسی بنیادی چیز کی کمی ہی نے نہ صرف ان کو الحاد وارتداد تک پہنچایا بلکہ ان کی نسلوں کو بھی دین کی طرف دوبارہ لوٹنے پر آمادہ نہیں کیا، اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوئی کہ علامہ اقبال جب اسپین کے دورہ سے واپس آئے تو انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں سے صاف کہا کہ یہاں سے اگر ہمارے دینی مدارس ومکاتب کا یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا تو صاف سن لو کہ ہمارے ملک کی بھی وہی حالت ہوجائے گی جو میں اسپین میں دیکھ کر آیا ہوں کہ دینی مدارس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج وہاں مسلمانوں کا نام ونشان بھی نہیں رہ گیا ہے، اس لیے اے مسلمانو:۔'' ان مدارس ومکاتب کو اسی حالت میں رہنے دو، حالانکہ اسپین کے دورہ سے قبل علامہ اقبالؒ مرحوم ہمارے ان مدارس کے تعلق سے کچھ اچھے خیالات نہیں رکھتے تھے لیکن اسپین کے دورہ نے ان دینی مدارس کی اہمیت ان کے دل میں بٹھادی''۔

مذکورہ بالا دعوتی تجزیوں سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ اسلام کی عظمت رفتہ کی بازیافت میں ہمارے ان مدارس ومکاتب کا کس قدر بنیادی اور اہم رول ہے، اور عالم اسلام میں ہمیں اس وقت نظر آنے والے غیر متزلزل اور قابل رشک ایمان کی جھلکیاں ہمارے ان مدارس ہی کی بدولت نظر آرہی ہیں۔

دنیا مسلمانوں سے قائم ہے اور مسلمان دینی مدارس سے :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تک اس روئے زمین پر اللہ اللہ کہنے والا رہیگا یہ دنیا قائم رہے گی اور جس دن یہ لوگ اٹھ جائیں گے ،دنیا کی بساط لپیٹ دی جائے گی یعنی قیامت آجائے گی، بالفاظ دیگر اللہ تعالی نے اس دنیا کو صرف مسلمانوں کی وجہ سے قائم رکھا ہے اور اللہ کے پاس ایک ادنی مسلمان بھی اس پورے دنیاوی نظام پر بھاری ہے ، عالم اسلام کے موجودہ ناگفتہ بہ حالات پر جب ہم بصارت کے بجائے بصیرت کی نگاہ دوڑاتے ہیں تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت خالص دین اور حقیقی اسلام صرف ہمارے ان مدارس اسلامیہ ومکاتب دینیہ ہی کی بدولت قائم ہے،تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ تصور کرلیں اگر اس وقت روئے زمین پر مدارس اسلامیہ کی شکل میں دین کے یہ قلعے نہ ہوتے اور علمائے حق یہاں سے فارغ ہوکر امت کی رہنمائی نہیں کرتے تو ملت اسلامیہ کا اس وقت کیا حال ہوتا،ظاہر بات ہے کہ حق باطل کے ساتھ خلط ملط ہوجاتا،حلال کے نام سے حرام کی ترویج ہوتی ،روشن خیالی اور ترقی پسندی کے نام سے غیر اسلامی وغیر شرعی چیزوں کو بھی اسلام اور شریعت کا نام دیا جاتا،احکام ومسائل کی تحقیق صحیح قرآنی ونبوی ہدایات کے مطابق نہیں ہوتی،شریعت کی تشریح ایک مذاق بن کررہ جاتی اور ان سب کے نتیجہ میں دین سے عامۃ المسلمین کی وابستگی برائے نام رہ جاتی ، اللہ تعالی جزائے خیر دے ہمارے اسلاف بالخصوص برصغیر کے علماء کو کہ انگریزوں کی غلامی سے ملک کو آزاد کرنے کی تحریک کے پس منظر میں انہوں نے دینی مدارس قائم کرکے اور بعد میں ان کے جانشینوں نے جگہ جگہ اس کا جال بچھا کر نہ صرف مغربی تہذیب وثقافت سے ملت اسلامیہ کو دور رکھا بلکہ شرک وکفر کی آلودگیوں سے ان کی حفاظت کا سامان فراہم کیا اور توحید اور عقیدہ سے ان کو وابستہ رکھنے کے لیے مدارس کی شکل میں ایک قیمتی واسطہ فراہم کیا،مسلم اقلیت میں ہونے اور یہاں اسلامی حکومت کے نہ ہونے کے باوجود ہمارے ان دینی مدارس کی وجہ سے ہی آج پورے عالم اسلام میں ہمارے ملک ہندوستان کو تمام بڑی دینی تحریکات اور دینی قیادت کا مرکز تصور کیا جارہا ہے۔

اب تو دینی تعلیم کے فوائد دنیا ہی میں نظر آرہے ہیں:

دینی تعلیم کا حصول دراصل اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے اور اس پر جو بے پناہ نوازشات خداوندی کا وعدہ ہے اس کا تو مشاہدہ مرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے لیکن اس زمانہ میں ہمارے کمزور ایمان کو دیکھتے ہوئے اللہ رب العزت نے دینی تعلیم کے فوائد کچھ دنیا میں بھی ظاہر کرنے شروع کردیئے ہیں ،اس لیے اب ان مدارس کے بھولے بھالے خیر خواہوں کو جو مدارس کے فارغین کی مادّی ترقی کی آڑ میں اس کے نظام ونصاب میں عصری علوم کی شمولیت کے داعی ووکیل بن کر اس کی اصل روح سے ان مدارس کو محروم کرنے کی کوشش کررہے ہیں کچھ کہنے کا موقع نہیں رہ جاتا ہے،ذیل کے کچھ واقعات سے آپ اس کا اندازہ کرسکتے ہیں ۔

دوسال قبل میرا علی گڑھ جانا ہوا تھا،مسلم یونیورسٹی میں اکیڈمک اسٹاف کالج (u.g.c) کے ڈائرکٹر ڈاکٹر عبدالرحیم

قدوائی صاحب نے اپنے چھوٹے بچہ سے ملاقات کراتے ہوئے بتایا کہ وہ عصری تعلیم کے ساتھ الحمدللہ حفظ قرآن مجید کی سعادت سے مالا مال ہو رہا ہے، اسی طرح برطانیہ میں زیر تعلیم اپنے بڑے لڑکے کے متعلق بھی بتایا کہ وہ بھی وہاں برطانوی یونیورسٹی میں دن بھر پڑھائی میں مشغول رہنے کے باوجود رات کو اپنے کمرہ میں آکر ایک دور کوع روزانہ حفظ کر کے یہاں ہندوستان میں علی گڑھ میں اپنی والدہ کو یاد کیا ہوا وہ حصہ سناتا ہے، اس طرح اس نے قرآن کا بڑا حصہ عصری تعلیم کے ساتھ حفظ کرلیا ہے اور جلد اس کے حافظ قرآن بننے کی امید ہے، ڈاکٹر صاحب کے خاندانی دینی پس منظر اور مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے نواسے ہونے کی وجہ سے مجھے اس پر حیرت نہیں ہوئی لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ یونیورسٹی کے بہت سارے پروفیسر صاحبان ادھر دو تین سال سے اپنے بچوں کو اسکولوں وکالجس کی تعلیم کے ساتھ پارٹ ٹائیم حفظ کرا رہے ہیں تو مجھے تعجب ہوا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے لیے تو پانچ وقت کی نماز کا پابندی سے اہتمام بھی دشوار ہے تو اس کے باوجود ان میں کلام اللہ سے اسقدر محبت وتعلق کا پس منظر کیا ہے؟ میرے اس استعجاب پر میرے میزبان نے بتایا کہ ادھر چند سالوں سے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کی میڈیکل وانجینئرنگ کی محدود سیٹوں کیلئے ہزاروں طلباء کے درمیان جو مسابقتی امتحانات ہو رہے ہیں تو ان میں عصری تعلیم کے ساتھ حفظ کرنے والے حفاظ طلباء ہی امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوکر فری سیٹوں کے مستحق بن رہے ہیں، دوسرے الفاظ میں حفظ کلام اللہ کی برکت سے ان کی ذہانت میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے اور اسی لالچ میں دھڑا دھڑ لوگ اپنے بچوں کو اب حافظ قرآن بنا رہے ہیں، میری زبان سے بے ساختہ نکلا کہ وہ دن دور نہیں کہ اگر غیر مسلموں کو بھی معلوم ہو جائے تو وہ بھی اس فارمولہ کو اپنانے کے لیے اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنائیں گے اور اسی بہانے انشاء اللہ ان کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے ہدایت کے فیصلے بھی ہوں گے۔

دوسرا واقعہ بھی سنئے:۔ پولس سے نچلی سطح پر نظم ونسق سنبھالنے والے تین ہزار ہوم گارڈ کی بھرتی کے لیے جب حکومت کی طرف سے سرکلر نکلا تو ایک اخبار میں اطلاع آئی کہ ڈیڑھ لاکھ سے زائد لوگوں نے اس کے لیے انٹرویو دیا ہے اور اس میں گریجویٹ ہی نہیں بلکہ پوسٹ گریجویٹ انجینئروں وغیرہ کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، حالانکہ ہوم گارڈ کے لیے صرف بارہویں پاس کی تعلیمی صلاحیت کافی تھی، اس خبر کے بین السطور جو پیغام تھا وہ یہ کہ دنیا کے خاطر دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے ۶۰ فیصد لوگ اب بھی بے روزگار ہیں جبکہ اسی اخبار کے نیچے ایک اور اشتہار تھا کہ فلاں ادارہ کے لیے دو حافظ اور تین عالم دین کی ضرورت ہے اور ان کے لیے مفت رہائش کے ساتھ تنخواہ کم از کم ۱۰/ ہزار سے ۱۲/ ہزار دی جائے گی، مطلب یہ ہوا کہ حافظ قرآن اور عالم دین تلاش بسیار کے بعد بھی کہیں خالی نہیں مل رہے ہیں اور اخبارات میں اشتہار دینا پڑ رہا ہے اور عصری تعلیم یافتہ لوگ بے روزگاری سے تنگ آکر اپنی تعلیم وصلاحیت سے بھی کم حیثیت کی ملازمت کے لیے تیار ہیں، بارہویں پاس ہوم گارڈ کی ملازمت کے لیے پوسٹ گریجویٹ لوگوں کی درخواستوں کا انبار اس کا واضح ثبوت ہے۔

تیسرا واقعہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے، ندوۃ العلماء کے سابق مہتمم مولانا عمران خان صاحب ندوی کے بھائی مولانا سلمان صاحب ندوی کے گیارہ بیٹے تھے، انھوں نے ارادہ کیا کہ سب کو حافظ قرآن اور عالم دین بنانا ہے، ان کے بعض افراد خاندان کا ان سے اصرار تھا کہ ایک دو کو تو کم از کم عصری تعلیم میں لگائیں تا کہ ان کے لیے عمر کے آخری مراحل میں معاشی مسائل نہ ہوں لیکن انہوں نے نہیں مانا بلکہ تمام گیارہ بیٹوں کو الحمدللہ حافظ قرآن اور عالم دین بنایا اور سب کے سب ندوۃ العلماء سے فارغ ہوئے، اللہ نے ان کے اس توکل اور اپنی ذات پر اعتماد کی لاج یوں رکھی کہ ان کے یہ سب گیارہ بیٹے آج الحمدللہ دنیا کے مختلف امریکی و یوروپی ممالک میں دعوت دین سے جڑے رہ کر بھی بڑے بڑے کاروبار کے مالک بن گئے ہیں، ایک امریکہ میں ہے تو دوسرا برطانیہ میں، تیسرا نیوزی لینڈ میں تو چوتھا امارات میں، دو سال قبل میں جب جاپان کے دعوتی دورہ پر گیا ہوا تھا تو ان کے ایک صاحبزادہ مولانا سلیم الرحمٰن صاحب ندوی کو دیکھا کہ ٹوکیو کے مہنگے ترین علاقہ میں خود کے اپنے خوبصورت کاشانہ کے مالک ہیں اور پورے جاپان میں اس وقت دعوتی و مذہبی اعتبار سے بھی مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں جس نے کہا سچ کہا کہ'' جو اللہ کے لیے ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے'' دین کے خاطر قربانی دینے والوں کو اللہ تعالی دنیا سے بھی محروم نہیں رکھتا۔

مدارس کا کوئی متبادل نہیں:

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دین کی باتوں سے واقفیت اور احکام شریعت پر عمل کے لیے مطلوبہ ضروری معلومات کا نام ہی دینی تعلیم ہے لیکن حقیقت میں وہ دینی تعلیم جس کے لیے مدارس کا قیام عمل میں آتا ہے صرف اسی کا نام نہیں، دین کی اس ابتدائی و بنیادی ضرورت کے لیے شبینہ وصباحی مکاتب، بزرگوں کی صحبت، اسلامی تحریکات و تنظیمات سے وابستگی اور دینی لٹریچر کا مطالعہ وغیرہ کافی ہے جس سے اسلام پر قائم رہنے میں ایک مسلمان کو مدد ملتی ہے، دراصل دینی مدارس اس سے بھی بڑھ کر ایک عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قائم کئے جاتے ہیں، جہاں شریعت پر گہری نگاہ اور قرآن وحدیث کے اسرار ورموز سے واقفیت رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر امت مسلمہ ہی کی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی کرنے والے رجال کار اور علماء پیدا کئے جاتے ہیں، جب جب بھی اسلام کے نام سے اس کی غلط ترجمانی کرنے والے میدان میں آتے ہیں تو مدارس کے یہی علماء اس کا مقابلہ کرتے ہوئے قبلہ نما بن کر سامنے آتے ہیں اور اسلام کی صحیح منشاء و روح کی ترجمانی کرتے ہیں، وہ اس خلائی سٹیلائٹ کی طرح ہوتے ہیں جو خلاء میں رہ کر پوری دنیا کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھتا ہے، ہمارے علماء بھی دینی سٹیلائٹ بن کر امت کی ایک ایک حرکت پر وہ مؤمنانہ فراست کے ساتھ دوربیں نگاہ رکھتے ہیں کہ کہیں امت بھٹک نہ جائے اور راہ راست سے نہ ہٹ جائے، اس پر ان کو وہ فوراً متنبہ کرتے ہیں، بسا اوقات جب غلط افکار ونظریات کی اسلام کے نام سے تشریح کرتے ہوئے پانی سر سے اونچا

ہوجاتا ہے تو یہی علماء خود میدان میں آکر الحادی افکار وغلط نظریات کے طوفان بلاخیز کے دھارے کو موڑ دیتے ہیں اوروہ مادی منافع اور عامۃ الناس کی تعریف وتوصیف سے بے پرواہ ہوکر صرف اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے حقیقت دین سے بندگان خدا کو واقف کرانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

خالص اسلامی اسکول بھی مدارس کی جگہ نہیں لے سکتے :

ادھر 20/25 سال سے ملت کے نونہالوں کو الحادی وتشکیکی افکار ونظریات سے محفوظ رکھنے اور مشنری تعلیمی اداروں سے بچانے اور ایمان پر باقی رکھنے کے نیک جذبہ کے تحت مسلم تعلیمی درسگاہوں کا قیام تیزی سے عمل میں آرہا ہے جو بڑی خوش آئند بات ہے اور ملت کی ایک بڑی اہم ضرورت کی تکمیل ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس میں سے بہت سارے اسکولوں وکالجس کو آپ مسلم تعلیمی ادارے تو کہہ سکتے ہیں اسلامی ادارے نہیں، اس لیے کہ ان میں سوائے اس کے کہ اس کو چلانے والے مسلمان ہیں اس کے علاوہ اس کی کوئی امتیازی مذہبی شان نہیں ،ان میں سوائے کچھ کو مستثنی کرکے وہ سب غیر دینی نصابی وثقافتی سرگرمیاں ہوتی ہیں جس کا اسلام سے دور دور تک تعلق نہیں ہوتا، لیکن اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لیے ہم مان بھی لیں کہ ہمارے بچے خالص اسلامی بنیادوں پر قائم اسلامی اسکولوں وکالجس میں ہی پڑھ رہے ہیں اور اس طرح کے اداروں کی ایک بڑی تعداد الحمد للہ ملک وبیرون ملک میں پائی بھی جارہی ہے تب بھی یہ اسلامی عصری تعلیمی ادارے ہمارے دینی مدارس کا متبادل بن نہیں سکتے ،عام طور پر عامۃ المسلمین کو یہ غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ اس طرح کے اسلامی اسکولوں میں اپنے نونہالوں کو انہوں نے داخل کرکے ان کو دینی تعلیم سے بھی آراستہ کرلیا، حالانکہ یہاں تو بقدر ضرورت صرف ایمان پر باقی رکھنے والی اسلامی تعلیم دی جاتی ہے ،قرآن وحدیث میں ایک عالم دین کے لیے جو فضائل اور ان کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں اس سعادت کو آپ ان اسلامی اسکولوں سے بھی حاصل نہیں کرسکتے اگرچہ آپ کا بچہ ان اسکولوں سے فارغ ہوکر اچھی عربی بولنے لگے اور قرآن کی کچھ سورتوں کے اس کو تراجم بھی یاد ہوجائیں ،وہ نماز روزے کا پابند ہوجائے اور دیکھنے میں ایک عالم دین کی طرح نظر بھی آئے لیکن وہ 12/13 سال تک مسلسل مدرسہ میں وقت لگا کر فارغ ہونے والے کسی عالم دین کے برابر نہیں ہوسکتا، چاہے وہ خود اپنے کو اور دنیا والے اس کو شریعت کا ماہر اور عالم سمجھیں، لیکن وہ زیادہ سے زیادہ ایک اچھا مسلم اسکالر کہلاسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔

اسی حالت میں مدارس کی قیامت تک ضرورت ہے:

عام طور پر اس وقت بڑے زور وشور سے یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ مدارس کے موجودہ نصاب ونظام میں وقت کے بدلتے حالات کے مطابق تبدیلی ہونی چاہیے اور اس میں عصری علوم کی بھی اس طرح آمیزش ہونی چاہیے کہ ہمارے مدارس کے فارغین دنیاوی میدان میں کسی کے دست نگر یا محتاج نہ ہوں اور معاشی اعتبار سے بھی خود کفیل ہوں، ہمارے اپنے لوگوں کی طرف سے اٹھنے والی یہ آوازیں زیادہ تر ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں

جن کے بچے مشنری اسکولوں میں زیرِ تعلیم ہیں اور ان کی اولاد تو درکنار ان کے رشتہ دار بھی مدارس میں نہیں پڑھتے، ان کی یہ آراء مخلصانہ وہمدردانہ تو ہوسکتی ہیں لیکن جب حکومت اور مغربی طاقتوں اور اسلام دشمن طبقات کی طرف سے یہ آوازیں سننے میں آتی ہیں تو یقیناً اس کے پس پشت علماء وفارغین کی ہمدردی وخیرخواہی نہیں ہوتی بلکہ مدارس کی خالص دینی تعلیم کو عصری علوم کے اختلاط سے آلودہ کر کے مدارس کو اس کی اصل روح سے ہٹانے اور اس کے بنیادی مقاصد سے ان کو دور رکھنے کی ایک منصوبہ بند کوشش ہوتی ہے جس کو ہم اپنی سادہ لوحی سے سمجھ نہیں پاتے ،مدارس کا کام ملک کا نظم ونسق چلانے والے I.A.S افسران پیدا کرنا، اچھے دیندار ڈاکٹر یا انجینئر بنا کر ان کو معاشرہ کی خدمت میں لگانا، اچھے تاجر وسماجی کارکن یا سیاسی لیڈر بنا کر میدان عمل میں لاکر پیش کرنا نہیں ،اس کے لیے ملت کے دوسرے ادارے وتنظیمیں ہیں جنہوں نے اپنے ذمہ یہ کام لیا ہے ،ہمارے مدارس کا قیام شریعت کے ماہرین اور دین کے متخصصین پیدا کرنے کے لیے ہوا ہے، دینی مدارس تو دراصل ملت اسلامیہ کی اس ضرورت کی تکمیل کا سامان فراہم کرتے ہیں جس کا حکم اللہ رب العزت نے سورہ توبہ کے اخیر میں پوری امت کو مخاطب کر کے دیا ہے کہ تم میں سے ہر قوم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو دین کی گہری سمجھ حاصل کرے اور دعوت کا فریضہ انجام دے (فلولانفرمن کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم) قرآن کے حکم کے مطابق ہر زمانے میں علماء کی اس جماعت کی ضرورت رہے گی اور قیامت تک اسلام پر بقاء کے لیے ایسے علماء کا وجود ملت کے لیے ناگزیر ہوگا، ہمارے دینی مدارس الحمدللہ اپنے اسی فریضہ کو پورا کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور ہزار اپنی انتظامی وتربیتی کمزوریوں کے باوجود جس کا خود انھیں احساس ہے اس کی اصلاح کی بھی کوشش کررہے ہیں، الحمدللہ ذمہ داران مدارس بھی اپنی بصیرت وفراست کے ذریعہ دشمنوں کی ان چالوں کو سمجھنے کے باوجود عالمی سطح پر رونما ہونے والے واقعات وحالات کے پس منظر میں دینی تعلیم کی روح کو باقی رکھتے ہوئے اس دینی تعلیمی نظام کو بہتر سے بہتر بنانے کی بھی کوشش کررہے ہیں جس سے فارغین مدارس دعوتی میدان میں اور بہتر طریقہ پر اپنے فرائض کو انجام دے سکیں لیکن اسی کے ساتھ ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید میں بیان کئے گئے ایسے علماء جو ملت کی ناگزیر ضرورت ہیں دینی مدارس کے بجائے کیا مسلم اسکولوں واسلامی کالجس یا یونیورسٹیوں سے پیدا ہونے کی ہم امید رکھیں یا پھر ایسے مدارس سے جو حد سے زیادہ عصری علوم کی شمولیت کے ساتھ نہ گھر کے نہ گھاٹ کے مصداق بن کر سامنے آرہے ہیں، یاد رکھیئے ایسے علماء خالص دینی تعلیم کے ان مدارس ہی سے پیدا ہوئے ہیں اور پیدا ہوں گے ،غرض یہ کہ ہمارے یہ دینی مدارس ہی ہیں جو آج ہندوستان کو اندلس بننے سے اور یہاں اس کی تاریخ دہرانے کی دشمنوں کی شاطرانہ چالوں کو کامیاب ہونے سے روکے ہوئے ہیں، اس لیے ان مدارس کی حفاظت ووکالت ہم سب کا ملی فریضہ ہے۔

قسط (۳)

ڈاکٹر محمود الحسن عارف *

حقائق سے چشم پوشی کیوں؟

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے حوالے سے ماہنامہ ''الحق'' میں شائع ہونے والے اعتراضات کا جائزہ

۶۔مولانا سعید احمد رائے پوری کے خلاف یہ تحریک عین ان دنوں اٹھی جب جہاد افغانستان اختتام پذیر ہو چکا تھا اور امریکہ مشرق وسطیٰ اور افغانستان میں نیا محاذ کھولنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اس لیے یہ سارا عمل ہمیں بے حد پر اسرار سا لگتا ہے۔ آخر ایسی کیا ہنگامی ضرورت پیش آئی تھی کہ اچانک مولانا رائے پوری اور ان کی اس تنظیم کے خلاف ایک طوفان برپا ہو گیا۔

چنانچہ پہلے تو مولانا کے خلاف جامعہ فاروقیہ کے رسالہ الفاروق میں ایک فتوی چھپا جس میں مولانا کی قائم کردہ اس تنظیم پر مستفتی کی بجائے مفتی نے وہ الزامات لگائے گئے جو بعد میں اس فتوے کی بنیاد بنے جو مولانا اور ان کی تنظیم کے خلاف دیا گیا۔ جبکہ دوسرے فتوی میں جو کہ ماہنامہ بینات بنوری ٹاؤن میں چھپا اس میں مستفتی نے تنظیم پر ۲۳ کے قریب الزامات عائد کیے۔ مدرسہ کے نائب مفتی صاحب نے ان میں آٹھ الزامات عائد کرنے میں مستفتی کی ہم نوائی اختیار کی۔

اس سے قبل کہ ہم ان الزامات پر گفتگو کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود فتویٰ صادر کرنے والے حضرات کا اپنے فتوی کے بارے میں موقف بیان کردیں۔ تاکہ ان فتاویٰ کی نوعیت جاننے میں آسانی ہو سکے۔

ان فتاوی میں سے سب سے سرفہرست فتوی مولانا سلیم اللہ خان صاحب کا ہے۔ یہ فتوی ماہنامہ الفاروق کے شمارہ بابت ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء میں چھپا اس کے تین ماہ کے بعد مولانا نے مورخہ ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ/ ۱۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو اپنے ایک دوست (مولانا سید محسن شاہ صاحب پیزو والے) کو خط لکھا جو جامعہ فاروقیہ کے لیٹر پیڈ پر لکھا گیا ہے کہ

> ''فکر ولی اللہی کے متعلق کئی حضرات پوچھتے رہتے ہیں لیکن سنی سنائی باتوں کے علاوہ کوئی مطبوعہ مواد اس فرقے کا جو ان کے خیال میں مستند قرار دیا جا سکتا ہو موجود نہیں۔ معلوم ہوا کہ جناب اس سلسلے میں رہنمائی فرما سکتے ہیں۔ اگر مہربانی فرمائیں تو ممنون ہوگا۔ (سلیم اللہ خان)''

گویا مولانا سلیم اللہ خان صاحب فتویٰ صادر کرنے کے بعد یہ تحقیق فرما رہے ہیں کہ اس تنظیم کے عقائد کیا ہیں؟

---

* صدر شعبہ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

جب کہ مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم جن کا فتوی مکتبہ معارف القرآن کراچی سے شائع ہونے والے فتاوی عثمانی جلد اول (مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ فتوی نمبر ۱۱۳/۱۳ مورخہ ربیع الاول) میں مطبوعہ صورت میں موجود ہے ان سے جب اس فتوی کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے لکھا کہ:

"میری جس تحریر کا عکس دیا گیا ہے وہ کوئی فتوی نہیں ہے بلکہ یہ ایک نجی خط کا نجی جواب ہے، اس میں بھی کفر کی بات نہیں کی گئی اگر فتوی دیا جاتا تو تمام تحریریں جمع کر کے ان پر گفتگو کی جاتی والسلام (مورخہ ۳ اگست ۱۹۹۷ء۔)"

اس موقع پر نا مناسب نہ ہوگا کہ مولانا رائے پوری مرحوم کا وہ خط نقل کریں جو انہوں نے اس فتویٰ کے آنے کے بعد مختلف علمائے کرام کو لکھا، ہمارے سامنے جو خط ہے یہ مولانا عبدالرحمان اشرفی مرحوم جامعہ اشرفیہ لاہور کے نام ہے۔ مولانا اس خط میں لکھتے ہیں:

"میں نے الحمد للہ شاہ عبدالقادر رائے پوری کی خدمت میں ۳۰ سال گذارے اور ان کی خدمت میں رہ کر اس وقت کے چوٹی کے اکابرین علمائے دیوبند سے خانقاہ رائے پور میں ملاقاتیں رہیں اور ان سے فیض یاب ہوتا رہا۔ میں نے خانقاہ رائے پور میں مولانا محمد الیاس دہلویؒ بانی تبلیغی جماعت ،مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ،۔۔۔۔ اور دیگر اکابرین مجلس احرار اسلام و جمعیت علماء ہند کی زیارت کی اور ان سے استفادے کے لیے کئی سال تک خانقاہ رحیمیہ میں امامت کے فرائض انجام دیتا رہا۔ مذکورہ بالا علمائے کرام نے کئی بار میری امامت میں نماز ادا کی۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ میرے استاد حدیث ہیں۔ جب تک مدرسہ میں زیر تعلیم رہا تو حضرت شیخ الحدیث کی خصوصی شفقت میرے اوپر رہی حتیٰ کہ تمام تعلیمی زمانہ میں میرا کھانا حضرت شیخ الحدیث کے گھر سے آتا رہا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں ۳۰ سال گذارنے کے بعد اپنے والد محترم مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت بھی تیس سال کرنے کا مجھے شرف حاصل ہے۔ میرے والد محترم بزرگوں کی یہ امانت میرے سپرد کر گئے اور مجھے خانقاہ رحیمیہ رائے پور کی گدی پر اپنی حیات مبارکہ میں ہی بٹھا گئے۔ الحمد للہ میں نے اکابرین ائمہ و دیگر علماء کرام کے مشن پر پوری تندہی سے کام کیا ہے۔ آپ مجھے تیس سال سے جانتے ہیں اور آپ خانقاہ رائے پور کے بزرگوں کا اعتماد جو میرے اوپر تھا اس سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ آج کل بعض شرپسند عناصر نے خود ساختہ چند غلط عقائد بنا کر میری طرف منسوب کرنے کی انتہائی مکروہ کوشش کی ہے تا کہ خانقاہ رائے پور کے عظیم سلسلہ اور میرے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔ میں اپنے اکابرین علماء دیوبند، اکابر رائے پور، اکابر مجلس احرار اور جمعیت علماء ہند کے مسلک و مشرب کا پابند اور ترجمان ہوں۔ میرے خیالات

اپنے بزرگوں اور سرپرستوں اور اکابرین دیوبند سے ذرہ برابر بھی مختلف نہیں ہیں۔ میں اپنے بزرگوں کی تصدیق سے چھپنے والی کتاب المھند علی المفند مولفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ میں مذکور عقائد کا پابند ہوں، گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے سے پھیلائے جانے والے عقائد و نظریات سے میرا اور میرے متعلقین کا کوئی تعلق نہیں۔ ہم بزورتاکید اس کی تردید کرتے ہیں۔ الحمدللہ ہم اپنے اکابر کے مشن اسلام کے اجتماعی غلبہ اور شریعت طریقت، سیاست کے پروگرام کو لے کر چل رہے ہیں جس سے ہزاروں نوجوان اس خانقاہ سے وابستہ ہوکر اپنی دینی و دنیاوی اصلاح کر رہے ہیں۔۔۔(سعید احمد رائے پوری، ۴ ستمبر ۲۰۰۰ء)''

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کا یہ گرامی نامہ ان تمام الزامات کی صاف صاف تردید کے لیے کافی ہے جو مولانا اور ان کے حلقہ کے لوگوں پر عائد کیے گیے ہیں، جہاں تک مذکورہ فتاوئی مین مذکور اس جملے کا تعلق ہے ؛انکے عقائد سینہ بسینہ منتقل کیئے جاتے ہیں اور ان کو طبع کرنے سے یہ گریز کرتے ہیں ان کی خصوص مجالس میں بھی ہر شخص کو شرکت کی اجازت نہیں ہوتی جب تک وہ ان کیلیئے قابل اعتماد نہ ہو جائے؛ تو اس کے متعلق صرف یہی عرض کیا جاسکتا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید سے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے ایک شخص کو اس خیال سے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کردیا تھا اور کہا تھا کہ اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا، تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا ھل شققت قلبه۔

۶۔ جلد بازی اور بے سوچے فتوئی صادر کرنے والے اس ماحول میں ایسے علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی بحمداللہ موجود ہیں جنھوں نے مولانا اور ان کی تنظیم کے متعلق ان تمام الزامات کی پرزور تردید کی ہے۔

اس فہرست میں سب سے نمایاں نام حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہٗ مرکزی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کا ہے جنھوں نے مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری اور تنظیم فکر ولی اللہی کے متعلق ان تمام الزامات کی تردید کی اور لکھا کہ

''تنظیم فکر ولی اللہی پر الزامات کا سن کر تعجب اور دکھ ہوا۔ حاملین دین پر بے بنیاد حملے اور الزامات لگانا افسوس ناک ہے وہ تنظیم کے اکابرین اور ان کے عقائد سے بخوبی آگاہ ہیں یہ لوگ صحیح العقیدہ ہیں (خط بنام مولانا عبدالغنی درہ پیز ومورخہ ۱۲ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ)۔

حال ہی میں خانقاہِ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی کی طرف سے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے مکتوبات ''صحائفِ مرشدیہ'' کے عنوان سے چھپے ہیں۔ اس میں صفحہ 612 پر حضرت کا یہ مکتوبِ گرامی ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق حضرت اقدسؒ کا مکتوب'' کے عنوان سے چھپا ہے۔

اسی طرح محدث جلیل القدر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم نے ایک تفصیلی بیان میں مولانا سعید احمد

رائے پوری اور ان کے سلسلے کے متعلق فرمایا کہ: میں فکرولی اللہی کے عقائد کو جانتا ہوں یہ صحیح المسلک تنظیم ہے اور کسی قسم کے مذموم عقائد اس تنظیم کے کسی لٹریچر اور پمفلٹ میں موجود ہی نہیں۔ مرکزی جامع مسجد نوشہرہ کے خطیب قاضی عبدالسلام اس تنظیم کے متعلق بے بنیاد پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

اسی طرح دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے مفتی مولانا شیر علی صاحب نے بھی مولانا عبدالسلام کے نام اپنے ایک مکتوب میں تنظیم کے متعلق اس بے بنیاد پروپیگنڈے کی تردید کی اور انہیں مشورہ دیا کہ اس سلسلے میں احتیاط سے کام لیں۔

اسی طرح صوبہ سرحد کے ایک معروف خانقاہ، یٰسین زئی جہاں سے مفتی محمود کو بھی خلافت واجازت حاصل تھی، کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ محمود صاحب نے بھی ان فتاوی کی بابت لکھا کہ:

"مجھے تو اس فتوی کو دیکھ کر بہت ہی تعجب اور دکھ ہوا۔ ایسے اکابرین اور عمائدین کے بارے میں اگر ہم ایسے بے سروپا الزامات لگا کر فتوی صادر کریں تو پھر دین اور حاملین دین کی خیر نہیں ...... حضرت شاہ (سعید احمد) کو تو میں خوب جانتا ہوں۔ خصوصاً اس فتوی کے بارے میں میں نے خود حضرت سے بات کی تو آپ نے ان عقائد سے براءت ظاہر فرمائی اس کے بعد پھر مولوی صاحبان کو اپنے ان بے بنیاد فتووں سے رجوع نہ کرنا ظلم نہیں تو کیا ہے واللہ الهادی الی سواء الطریق۔ محمود عفا عنہ خانقاہ یٰسین زئی پنیالہ"

جبکہ انہی صاحبزادہ محمود شاہ صاحب نے مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے مخالفین کو دسیوں مرتبہ دعوت دی کہ وہ بھی آئیں اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری بھی آجاتے ہیں دونوں حضرات براہ راست گفتگو کر کے ایک دوسرے سے تسلی کرلیں انہوں نے مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو براہ راست بھی خط لکھا مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ (۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ)

اسی طرح حضرت مولانا سید اسعد مدنی جانشین شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی ایک تحریر میں مولانا سعید احمد رائے پوری کے زیر سرپرستی کام کرنے والی اس تنظیم اور اس کے کام کو بے حد سراہا انہوں نے لکھا کہ اس جماعت (تنظیم ولی اللہی) کے سرپرست اور بانی حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری ہیں جو کہ قطب عالم شاہ عبدالقادر رائے پوری کے سیاسی امین ہیں مجھے نوجوانوں کی اس جماعت پر پورا اعتماد ہے مولانا (اسعد مدنی، ۳۰ شعبان ۱۳۹۸ھ)

اس کے علاوہ مفتی محمود اشرف (مفتی دارالعلوم کراچی) مفتی سیف اللہ رحمانی (دارالعلوم اکوڑہ خٹک) محمد زکریا دفتر جامعہ اشرفیہ، مفتی مسعود تحسین مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان۔ بشیر انور عابدی دارالعلوم رحمانیہ بفرزون کراچی وغیرہ نے محتاط الفاظ میں تنظیم کے متعلق دیئے گئے فتاویٰ کی تردید کی ہے۔

۳۔ ڈاکٹر سعید الرحمان صاحب کا تبصرہ: جہاں تک اس فتویٰ میں لگائے گئے الزامات کا تعلق ہے تو اس حوالے سے یہ مناسب ہوگا کہ ہم معروف سکالر اور شعبہ علوم اسلامیہ، شیخ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے چیئرمین اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث مولانا بدیع الزمان کے صاحبزادے مولانا مفتی ڈاکٹر

سعید الرحمٰن کا ان الزامات پر وہ خط نقل کریں جو انہوں نے اس فتویٰ جاری کرنے والے ایک مفتی صاحب کو لکھا:

ا۔ جناب محمد اظہر علیم نے دارالافتاء سے ایک تحریری استفتاء کے ذریعہ رجوع کیا جس پر دارالافتاء کے محرر نے ۸۷۷۲ نمبر رقم کیا اور تاریخ ۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ ثبت کی، اس استفتاء کا دو سال تک کوئی جواب نہ دیا گیا باوجودیکہ اس سلسلہ میں کئی بار تقاضا بھی کیا گیا۔ اب یکا یک ایک اور استفتاء ۱۰ جمادی الاخری ۱۴۲۲ھ بمطابق ۳۰ اگست ۲۰۰۱ء کو لکھا جاتا ہے اور دارالافتاء نے کمال چابکدستی سے اسی تاریخ کو جواب دیدیا ہے نہ صرف یہ کہ اسی تاریخ کو دو سال پرانے استفتاء پر بھی اسلتاء پر بھی تحریر درج کر دیا جاتا ہے یہ طرز عمل درج ذیل شبہات پیدا کرتا ہے۔

(۱) استفتاء دارالافتاء کے محررین نے تیار کیا اور خود ہی اس پر فتوی بھی دیا (۲) دارالافتاء کے محررین تنظیم فکر ولی اللہی کی بابت پہلے سے ادھار کھائے بیٹھے تھے اور وہ تنظیم کے بارے میں متعصبانہ جذبات رکھتے تھے اب ایسے ہی آپ ہی بتائیے کہ شریعت اسلامیہ میں ایسی شہادت کی کیا حیثیت ہے؟۔

(۲) جس شخص نے استفتاء مرتب کیا ہے اور بے خبری میں مسجد کمیٹی کے صدر سے دستخط کرائے۔ نہایت دجل سے کام لیتے ہوئے عبارتوں میں قطع و برید اور اضافے کر کے مفہوم کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور دارالافتاء کے محررین نے بھی اسی طرز پر کردار ادا کیا۔ (اس دجل کی تفصیلات کسی اور موقع پر بیان کی جائیں گی)۔

(۳) تنظیم فکر ولی اللہی (پاکستان) کے کسی درجہ کے نصاب میں "الہام الرحمٰن" اور افادات ملفوظات" نامی کتب شامل نہیں ہیں، استفتاء میں دجل سے کام لیتے ہوئے انہیں تنظیم کا نصاب قرار دیا گیا ہے اور فتوی میں نمبر ۶، ۱۱، ۱۹، ۲۰، اور ۲۲ کے تحت انہی کتابوں کو بنیاد بنایا گیا ہے (گو استفتاء میں انکی عبارتوں کے مفاہیم کو بھی مسخ کیا گیا ہے، جو اس وقت زیر بحث نہیں) اس حوالہ سے تنظیم کے بارے میں استفتاء اور فتوی محررین کی بددیانتی کا کھلا ثبوت نہیں؟۔

(۴) فتوی (صفحہ۱۴) کی آخری سطور میں نمبر ۷ کے تحت تنظیم پر جنت و دوزخ کے حوالہ سے جو الزام تراشی کی گئی ہے، اس کی بنیاد جس عبارت پر رکھی گئی ہے، اسے آپ بھی بغور پڑھیے اور بتائیے کہ اس کے کس جملہ سے یہ ظاہر ہوتا کہ جنت و دوزخ محض نفسیاتی کیفیت کا نام ہے۔

(۵) تنظیم فکر ولی اللہی (پاکستان) کے نصاب میں التقام المحمود شامل نہیں ہے اس لیے اس حوالہ سے تنظیم پر کسی فتوی کا کوئی جواز نہیں بنتا، جہاں تک اس پر تقریظ رکھنے والوں کا تعلق ہے (جن میں راقم بھی شامل ہے) تو وہ جس طرح تنظیم فکر ولی اللہی سے وابستہ ہیں، اسی طرح وہ خانقاہ عالیہ رائے پور سے مسلک اور جامعہ العلوم الاسلامیہ کے فاضلین بھی ہیں اور مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ جہاں تک جنت و دوزخ کی ہمیشگی و خلد کا صریح انکار کا الزام اصحاب تقاریظ پر لگایا گیا ہے تو یہ ایک صریح بہتان ہے کیونکہ یہ سب حضرات خلود پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں لیکن خلود کے مفہوم میں نہ صرف سلف میں ایک سے زائد آراء رہی ہیں بلکہ قرآن حکیم میں بھی خلود ایک سے زائد معانی میں استعمال ہوا ہے، اس سلسلہ میں فتوی کے محررین سردست علامہ سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کریں۔

(۶) آب کوثر وغیرہ سے متعلق عبارت درحقیقت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کی تصنیف "التفہیمات الالہیہ" سے ماخوذ ہے جبکہ فتوی کے محررین نے اسے تنظیم کی طرف منسوب کردیا ہے چنانچہ وہ تنظیم دشمنی میں حضرت شاہ صاحب کو بھی حدیث وآثار سے ثابت شدہ عقیدے سے منحرف قرار دے بیٹھے، غالبا محررین فتاویٰ حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت کو سمجھ ہی نہیں پائے اگر مذکورہ الزام سلف دشمنی نہیں تو جہل مرکب ہونے سے آپ بھی انکار کریں گے، کیا ایسے لوگ منصب افتاء کے شایان شان ہیں؟۔

(۷) جو مساجد فرقہ واریت کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں وہاں سے تنظیم کی مخالفت کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، جہاں مخالف مسلک ونظریہ مسلمان کا داخلہ ممنوع ہے، جہاں طاغوت کے خلاف جہاد کی بات کرنا اور امریکہ دشمنی سے آگاہ کرنا شجر ممنوعہ ہے وہاں مساجد کی انتظامیہ کی اس روش پر تنقید کرنا کسی طور شعائر اسلام کی اہانت کو مستلزم نہیں بلکہ شعائر دین کی عظمت کی بحالی کی ایک مستحسن کوشش ہے۔ استفتاء میں جس مضمون کا حوالہ دیا گیا وہ قارئین کو دعوت فکر ہے۔ آئمہ مساجد کی انتظامیہ اور علماء کرام کو دعوت اصلاح ہے۔ اور مساجد کی حالت زار پر کڑھن اور تاسف کا اظہار ہے۔ معلوم نہیں کہ فتوی کے محررین نے بلاغت اور اصول فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے یا نہیں اگر وہ صاحب مطالعہ ہیں تو انھیں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ کہنے والے کا انداز اور سیاق کلام جملوں کا مفہوم متعین کرتا ہے۔

ان معروضات کا بنیادی مقصد یہ کہ جامعہ کے ارباب حل وعقد اس فتوی کے بارے میں اپنی پوزیشن واضح کریں اگر آپ حضرات اس کے مندرجات کی تائید پر مصر ہیں تو پھر کسی بھی غیر جانبدار ماحول اور غیر متعصب پلیٹ فارم پر کھلا مباحثہ کی خصوصی دعوت ہے تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل ہوسکے۔

نیز تنظیم کے وابستگان دارالافتاء کے ذمہ داروں کے بارے میں کوئی بھی سماجی قانونی یا ابلاغی راستہ اختیار کرنے کا حق رکھتے ہیں، جسے وہ مناسب موقع پر استعمال کریں گے۔ اسی صورت میں جامعہ کے شہرت متاثر ہونے کی ذمہ داری محررین فتوی اور ان کے سرپرستوں پر عائد ہوگی (والاثم علی من افتاہ.)

مجھے قوی امید ہے کہ ایسے موقعے پر جب پاکستان میں دینی قوتوں کے اتحاد کی کہیں زیادہ ضرورت ہے، مذکورہ فتوی کی تردید جاری کی جائے گی۔ فقط، والسلام (سعید الرحمٰن بن حضرت مولانا محمد بدیع الزمان

۲رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰ اگست ۲۰۰۲م)

مولانا کی جمعیت طلبہ اسلام کی سرپرستی کا مسئلہ:

نقد نگار نے مولاناؒ کی جمعیت طلبہ اسلام کی سرپرستی پر بھی اعتراض کیا ہے یہ مسئلہ چونکہ ان دونوں موضوعات سے زیادہ تفصیل اور وضاحت طلب ہے اور پھر نقد نگار نے بھی اس بات کو کسی حد تک تسلیم کیا کہ مولانا اس کے تین سرپرستوں میں سے ایک تھے اس لیے اس مسئلے کو کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔ جمعیت طلبائے اسلام کے ماضی، حال اور مستقبل کے عنوان پر ایک تفصیلی مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ اس میں ان شاء اللہ اس عنوان پر بھی تفصیلی گفتگو ہوگی۔

ڈاکٹر شائستہ پروین*

خواتین کی آزادیٔ اظہار رائے عہد رسالت میں

عہد نبوی ﷺ میں مسلم عورت کو حدود کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے پوری اجازت تھی کہ وہ زندگی کے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اپنی رائے بیان کرسکتی ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کرسکتی ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مسلم خواتین کے مشوروں کو قبول فرمایا اور انہیں کے مطابق فیصلہ بھی فرمایا۔

۱- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے جن کا نام مغیث تھا مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے گویا میں انہیں بریرہ کے پیچھے روتے ہوئے چکر لگاتے اور داڑھی پر آنسو گراتے دیکھ رہا ہوں نبی ﷺ نے عباس سے کہا کہ اے عباس کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ مغیث بریرہ سے کس قدر محبت کرتا ہے اور بریرہ مغیث کو کس قدر ناپسند کرتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے (بریرہ) سے کہا کہ تم رجوع کیوں نہیں کرلیتیں؟ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا کہ میں تو صرف سفارش کررہا ہوں انہوں نے کہا کہ تب مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بریرہ کے قول "کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟" سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وہ اس بات سے واقف تھیں کہ نبی کے حکم کی تعمیل واجب ہے، جب نبی کریم نے ان کے سامنے ایک پیش کش رکھی تو انہوں نے تفصیل دریافت کی کہ کیا یہ حکم ہے جس کی تعمیل واجب ہے یا یہ مشورہ ہے جس کے سلسلہ میں وہ بااختیار ہیں۔

یہاں بریرہ کا حسن ادب بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی سفارش کو رد نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ مغیث کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعة النبی فی زوج بریرة)

۲- خولہ بنت مالک بن ثعلبہؓ کے خاوند حضرت اوس بن صامتؓ نے ان سے ظہار کرلیا تھا (زمانۂ جاہلیت میں ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا) حضرت خولہ سخت پریشان ہوئیں اس وقت تک اس کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اسلئے وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے بھی کچھ توقف فرمایا اور وہ آپ ﷺ سے بحث و تکرار

* فیکلٹی ممبر سنی دینیات، ویمنس کالج اے ایم یو علی گڑھ

کرتی رہیں جس کے معاملے میں آیات نازل ہوئیں جن میں مسئلہ ظہار اور اس کا حکم و کفارہ بیان فرمایا گیا۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ (المجادلۃ:۱)

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ سننے و دیکھنے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (المجادلۃ:۲)

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل انکی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (المجادلۃ:۳)

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اس کے ذریعہ تم نصیحت کیے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی باتیں سننے والا ہے کہ یہ عورت گھر کے ایک کونے میں نبی ﷺ سے مجادلہ کرتی اور اپنے خاوند کی شکایت کرتی رہی مگر میں اس کی بات نہیں سنتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سے اس کی بات سن لی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الظھار)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان صحابیہ کی فریاد کا بارگاہ الٰہی میں مسموع ہونا اور فوراً ہی وہاں سے ان کی فریاد رسی کے لیے فرمان مبارک نازل ہو جانا ایک واقعہ تھا جس کی وجہ سے صحابہؓ میں ان کو ایک خاص قدر و منزلت حاصل ہو گئی تھی ابن ابی حاتم اور بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کچھ اصحاب کے ساتھ کہیں جا رہے تھے راستہ میں ایک عورت ملی اور اس نے ان کو روکا آپ فوراً رک گئے سر جھکا کر دیر تک اس کی بات سنتے رہے اور جب تک اس نے بات ختم نہ کر لی آپ کھڑے رہے۔ ساتھیوں میں سے ایک صاحب نے عرض کیا امیر المومنین، آپ

نے قریش کے سرداروں کو اس بڑھیا کیلئے اتنی دیر روکے رکھا فرمایا جانتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ خولہ بنت ثعلبہؓ ہے یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت سات آسمانوں پر سنی گئی خدا کی قسم، اگر یہ رات تک مجھے کھڑا رکھتی تو میں کھڑا رہتا بس نمازوں کے اوقات پر اس سے معذرت کر لیتا۔ (تفہیم القرآن، سورۃ المجادلہ، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ص: ۳۴۰،)

۳- قریش اور مسلمانوں کے درمیان حدیبیہ کی صلح جن شرائط پر ہوئی تھی ابتداء میں ان سے مسلمانوں کی اکثریت ناخوش تھی ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر لوٹ جائیں گے اس شرط کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حدیبیہ ہی کے مقام پر احرام کھولنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن صحابہؓ کے جذبات اس وقت اتنے بدلے ہوئے تھے کہ اس حکم کی تعمیل ہوتی نظر نہ آئی آپ نے افسوس کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے صحابہ کی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے انتہائی دانشمندانہ مشورہ دیا کہ آپ کسی سے مزید گفتگو نہ فرمایئے بلکہ جو مراسم ادا کرنے ہیں ان کو آگے بڑھ کر ادا کیجیے۔ پھر دیکھئے کس طرح لوگ اس پر عمل کرتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا تو صحابہ کرام ﷺ نے بھی آپ کو دیکھ کر فوراً پیروی شروع کردی اس طرح ام سلمہؓ کی مناسب اور اصابت رائے نے آن کی آن میں یہ نازک صورت حال ختم کر کے رکھ دی۔ (صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد و المصالحۃ مع اھل الحرب الخ)

۴- جنازہ کی موجودہ شکل کا مسلمانوں میں رواج نہیں تھا حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے اس کو حبشہ میں نصاریٰ کے ہاں دیکھا تھا انہوں نے اس کا مشورہ دیا اور وہ قبول کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد ج۸، بیروت ۱۹۵۸ء، ص: ۲۸۱)

۵- حضرت ام ہانی ابو طالبؓ فرماتی ہیں میں فتح (مکہ) کے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی فاطمہؓ آپ پر پردہ کیے ہوئے تھیں میں سلام بجالائی آپ نے فرمایا کون ہے؟ میں بولی ابو طالب کی بیٹی ام ہانی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا ام ہانی خوش آمدید! جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہو گئے تو کھڑے ہوئے ایک کپڑا لپیٹے ہوئے آٹھ رکعتیں ادا کیں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ جائے (علی المرتضی) کہتے ہیں میں ایک شخص کو مار ڈالوں گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام ہانی جسے تم نے پناہ دی اس ہم نے بھی پناہ دی۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب الصلوٰۃ فی الثواب الواحد)

۶- حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم (ان کی ماں) نے حنین کے دن ایک خنجر لیا وہ ان کے پاس تھا یہ ابوطلحہ نے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ ام سلیم ہیں اور اُن کے پاس ایک خنجر ہے۔ آپ نے پوچھا یہ خنجر کیسا ہے؟ ام سلیم نے کہا یا رسول ﷺ اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسے اور پھر ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے سوا جو لوگ جھوٹے ہیں (فتح مکہ کے

روزان کو مار ڈالئے انہوں نے آپ سے شکست پائی اس وجہ سے مسلمان ہو گئے اور دل سے مسلمان نہیں ہوئے) آپ نے فرمایا اے ام سلیم کافروں کے شر کو خدا تعالیٰ کفایت کر گیا اور اس نے ہم پر احسان کیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ النساء مع الرجال)

۷۔ حضرت سہلؓ بن سعد کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں خود کو آپ ﷺ کے حوالے کرنے آئی ہوں...... جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج)

۸۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جو لڑکی ایسی ہو کہ اس کا اس کے گھر والے (ولی لوگ) نکاح کریں تو اس سے بھی اجازت لیجائے؟ تو فرمایا کہ ہاں اجازت لی جائے پھر انھوں نے فرمایا کہ وہ شرماتی ہے آپ نے فرمایا اس کی اجازت یہی ہے کہ چپ ہو جائے۔ (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت)

۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس وقت تک درست نہیں جب تک اس سے مشورہ نہ کر لیا جائے اور باکرہ کا نکاح کرنا اس وقت وقت تک درست نہیں جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الاستیمار)

۱۰۔ حبیبہ بنت سہل الانصاریہؓ سے روایت ہے کہ وہ ثابت بن قیس بن شماسؓ کے نکاح میں تھیں ایک روز رسول ﷺ صبح کی نماز کو نکلے دیکھا تو حبیبہ بنت سہلؓ آپ کے دروازے پر کھڑی ہیں اندھیرے میں۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ وہ بولی میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپؐ نے فرمایا کیوں کیا حال ہے؟ تیرا بولی یا میں نہیں یا ثابت بن قیسؓ (یعنی اپنے خاوند کو کہا) وہ نہیں (کیوں کہ ثابت بن قیس غصیلا آدمی تھا اس نے حبیبہ کو مارا تھا) جب ثابت بن قیسؓ آیا تو حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہ ثابت نے جو مجھ کو دیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے رسول اللہ نے ثابت بن قیسؓ سے کہا اچھا اس سے تم لے لو جو کچھ تم نے دیا ہے، ثابتؓ نے وہ لے لیا پھر حبیبہؓ اپنے لوگوں میں بیٹھ رہیں۔

(ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الخلع)

۱۱۔ خنساء بنت خزامؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا، وہ ثیبہ تھیں خاوند کر چکی تھیں اس دوسرے نکاح سے ناراض تھیں آخر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ نے ان کا نکاح جو باپ نے کر دیا تھا فسخ کر ڈالا۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، ازواج ابنته وهی کارهة فنکاحه مردود)

معاشرتی، سیاسی اور مختلف سرگرمیوں میں عورت کی آزادئ رائے کا جو تصور اسلام نے ہمیں دیا ہے وہ عہد رسالت میں آنحضرت ﷺ کے عمل سے بالکل واضح ہو جاتا ہے دیگر معاملات و مسائل کی طرح دور جدید کے مذکورہ مسائل میں ہمیں ان سے استنباط کرنا چاہیے اور آپ ﷺ کی سیرت کو زندگی میں نافذ کرنا چاہیے۔

مولانا حافظ لقمان الحق حقانی *

روزے کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں خود دوں گا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا بدلہ میں خود ہی ہوں (یعنی اس کی وجہ سے میرا دیدار نصیب ہوگا) حدیث شریف میں ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر آخری رات تک ان میں سے کوئی دروازہ بھی بند نہیں ہوتا، جو ایماندار بندہ ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز تراویح پڑھتا ہے اس کے لئے ہر سجدہ کے بدلے اللہ تعالیٰ ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہونگے اور ان میں سے ہر دروازے کے متعلق ایک محل سونے کا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔ پھر جب رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سب وہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جو پچھلے رمضان کی پہلی تاریخ سے آج تک ہوئے ہوں۔ ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب غروب ہونے تک روزہ دار کے لئے ستر ہزار فرشتے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اس مہینے میں جتنی نمازیں بھی پڑھے گا خواہ وہ دن میں خواہ رات میں ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملے گا جس کے سایہ میں سوا پانچ سو برس تک چل سکے گا۔ (بیہقی عن ابی سعید) جس طرح روزہ باطنی بیماریوں یعنی گناہوں سے بچاتا ہے اسی طرح ظاہری اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتا ہے کیونکہ زیادہ تر بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں اور جب روزہ کے سبب کھانے میں کمی ہوگی تو بیماریاں بھی کم آئیں گی۔ اس لئے حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) یعنی جس طرح زکوٰۃ سے مال کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ سے بدن میں سے فاسد مادہ کم ہو جاتا ہے جو کہ بیماریوں کے پیدا ہونے کے سبب ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ الصیام الجنة واذا کان یوم احدکم فلا یرفث ولا یصخبفان سابة احد قاتله فلیقل انی امرء صائم۔

روزے ڈھال کی طرح ہیں کہ جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچنے کے لئے ہے اسی طرح روزہ بھی شیطان کے وار سے بچنے کے لئے ہے۔ لہٰذا جب کوئی شخص روزے سے ہو تو اُسے چاہیے کہ اس ڈھال کو استعمال کرے

* انچارج شعبہ کتب خانہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اور دنگا فساد سے پرہیز کرے اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اس کو کہہ دینا چاہیے کہ بھائی میں روزے سے ہوں' مجھ سے یہ توقع مت رکھو کہ تمہارے اس مشغلے میں حصہ لوں گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے بتایا کہ روزے کی حالت میں آدمی کو زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے چاہئیں اور بھلائی کا شوقین بن جانا چاہیے۔ خصوصاً اس حالت میں اس کے اندر اپنے دوسرے بھائیوں کی ہمدردی کا جذبہ تو پوری شدت کے ساتھ پیدا ہو جانا چاہیے کیونکہ وہ خود بھوک پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہو کر زیادہ اچھی طرح محسوس کرسکتا ہے کہ دوسرے بندگان خدا پر غریبی اور مصیبت میں کیا گزرتی ہوگی۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ خود رسالت ماب ﷺ رمضان میں عام دنوں سے زیادہ رحیم اور شفیق ہو جاتے تھے۔ کوئی سائل اس زمانے میں حضور ﷺ کے زمانے سے خالی نہ جاتا تھا۔ اور کوئی قیدی اس زمانے میں قید نہ رہتا تھا۔

روزے کی نیت:

دل کے ارادے کو نیت کہتے ہیں چاہے کچھ زبان سے کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ روزے کے لئے نیت شرط ہے۔ نیت عربی میں ضروری نہیں اپنی زبان میں بھی کرسکتے ہیں۔ عربی میں نیت کے الفاظ یہ ہیں

وبصوم غدٍ نویت من شهر رمضان "نیت کرتا ہوں میں کل کے روزے کی رمضان المبارک میں"

رمضان شریف کے روزے کی نیت رات سے کرلینا بہتر ہے۔ اور رات کو نہ تو دن کو زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

روزہ افطار کرانے کی فضیلت: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو روزہ دار کے برابر اجر عطا فرمائینگے۔ اور روازہ دار کو افطار کرائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص روزہ دار کو صرف ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوادے گا تب بھی اللہ تعالیٰ اسکو اتنا ہی ثواب عطا فرمائیں گے

سحری کی فضیلت: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ جو نعمت چاہو اسوقت کھاؤ اس کا کوئی حساب نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی جتنا بھی کھالیں کوئی حساب نہیں۔

(1) روزہ دار افطار کے وقت (2) سحری کھانیوالا (3) مجاہد جو اللہ کے راستے میں کھاتا ہو۔

افطار کی دعا : اللهم انی لك صمت وبك امنت وعليك توكلت وعلى رزقك افطرت

"اے اللہ میں نے آپ ہی کیلئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا۔ اور تجھ پر توکل کیا اور آپ ہی کے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا"

اعتکاف کی فضیلت: حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان شریف

کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو دو حج اور دو عمروں کے برابر ثواب دے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل کردیگا ان میں ایک خندق کا فاصلہ زمین اور آسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہوگا۔ عورتوں کے لئے بھی یہی فضائل ہیں۔ عورتوں کو چاہے کہ گھر میں ایک جگہ معین کرلیں اور وہاں بیٹھی رہیں۔ عورتوں کے لئے اعتکاف بہت ہی آسان ہے۔

ماہ شوال کے شش روزوں کی فضیلت: حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ آدمی ایسا ہوگا جیسے اس نے تمام سال روزے رکھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے اور اسکے بعد شوال کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگیا جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت ہوتا ہے۔

مسائل الصیام: روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں اور روزہ میں کوئی کراہت بھی نہیں آتی (بدائع فتاوی دارالعلوم)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں طاقت کا انجکشن لگوانا مناسب نہیں کیونکہ روزہ جہاں عبادت ہے وہاں اس سے یہ بھی مقصد ہے کہ روزہ کی حالت میں بھوک پیاس سہنے سے نفس پر قابو حاصل ہو اور عبادت کرنے میں مدد حاصل ہو اور جب اس ہلکی سی کمزوری کو انجکشن سے ختم کردیا تو روزہ کے بعض فوائد مقصودہ سے محروم ہوگیا۔ لہٰذا ایسا کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا لیکن مقصد روزہ فوت ہوجائیگا۔

مسئلہ: مریض کا روزہ کی حالت میں گلوکوز لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اس لئے گلوکوز رگوں کے ذریعے جسم میں پہنچائی جاتی ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: روزہ دار روزے کی حالت میں ہر قسم کی مسواک تر، خشک، کڑوی، خواہ نیم کے درخت کی ہو یا پیلو کی، اگرچہ اس کی تیزابیت اور خوشبو حلق میں محسوس ہوتی ہو کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں تیل سر میں، سرمہ آنکھوں میں لگانا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں اگر مکھی حلق میں چلی جائے یا آپ ہی کوئی دھواں چلا گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ قصداً ایسا نہ کیا گیا ہو (شرح تنویر) مسئلہ: روزہ کی حالت میں بھول کر کھایا پیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا (عالمگیر)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی یا سرمہ ڈالنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں نکسیر پھوٹنے سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ (فتاوی دارالعلوم)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں اگر روزہ دار سوگیا اور ایسا خواب دیکھا جس سے احتلاط ہوگیا تو اس سے روزہ فاسد

نہیں ہوگا۔ (شرح البدایہ)

مسئلہ: روزہ میں ٹوتھ پیسٹ اور منجن، مسی یا دنداسہ وغیرہ منہ میں لگانے سے روزہ مکروہ ہو جائے گا۔ روزہ میں سگار، حقہ، سگریٹ نوشی کرنا روزہ کو فاسد کر دیتا ہے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔

مسئلہ: جب تک سورج کے ڈوبنے میں شبہ رہے روزہ افطار کرنا جائز نہیں۔ (بہشتی زیور ۱۵ حصہ سوم)

مسئلہ: اگربتی، لوبان، عود، صندل اور دیگر خوشبودار اشیاء کی اگر کسی کمرہ میں دھونی دی گئی ہو وہاں ان چیزوں کی خوشبو پھیلی ہو لیکن دھواں باقی نہ رہا ہو بلکہ ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو ایسے کمرے میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا نیز اگر لوبان وغیرہ کی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ فاسد ہوگا اسی طرح دھواں وغیرہ سے۔

مسئلہ: خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے بلکہ واجب ہے پھر اسکی قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ: عورت ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس۔ اس کے درمیان روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھے بعد میں روزہ قضا کرے۔ بیمار، مسافر، حیض اور نفاس والی عورت کیلئے بھی ہے کہ رمضان کا احترام کرے (جواہر الفقہ)

مسئلہ: جو شخص اتنا بوڑھا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی امید نہیں تو روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقۃ الفطر کے برابر غلہ دے یا صبح وشام پیٹ بھر کر اسکو کھانا کھلا دے شرع میں اسکو فدیہ کہتے ہیں۔ اگر اتنی غلہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے

مسئلہ: اگر کسی شخص کو خود بخود قے ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کے کی تو روزہ جاتا رہا اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (شرح تنویر)

روزے کا فدیہ:

اگر کوئی ایسا بوڑھا ہو گیا کہ سردی گرمی کسی موسم میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے یا ایسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کہ اب نہ تندرست ہونے کی امید ہے اور نہ ہی روزے کی طاقت تو ان کیلئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے بدلے میں فدیہ دینا واجب ہے۔ فدیہ دینے کے بعد اگر طاقت آ گئی یا تندرست ہو گیا تو روزہ کی قضا واجب ہے اور جو فدیہ دیا اس کا ثواب الگ سے ملے گا۔ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صبح وشام پیٹ بھر کے کھانا کھلانے یا صدقہ فطر کی مقدار ایک کلو ۶۶۲ گرام (پونے دو کلو تقریباً احتیاطاً پورے دو کلو گندم یا اس کی قیمت) کو فدیہ کہتے ہیں۔ ☆ اگر کوئی اتنا غریب ہے کہ فدیہ بھی نہیں دے سکتا تو وہ استغفار کرتا رہے۔ اور دل میں نیت رکھے کہ جب بھی وسعت ہوگی فدیہ ادا کروں گا۔

(۱۵) مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی، فضلاء حقانیہ کے علمی، ادبی، تحریری، تصنیفی اور تالیفی خدمات پر کام کررہے ہیں۔۔علم و ادب، تحریر اور تصنیف و تالیف سے شغف رکھنے والے تمام فضلاء حقانیہ سے درخواست ہے کہ اپنا مختصر تعارف، خدمات اور تصنیفات و تالیفات کا تعارف مولانا موصوف کے نام بھیجیں تاکہ وہ اس عظیم تاریخی کام کو بہ سہولت آگے بڑھا سکیں۔

رابطہ ایڈریس: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی، رُکن القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ ۔۔۔۔ (ادارہ)

مولانا غلام حبیب ہزاروی حقانی

آپ ۱۹۴۴ء کو بلگرام ضلع ہزارہ کے گاؤں چگوڑہ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے قریبی گاؤں کے علماء واساتذہ سے حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں باقاعدہ تحصیل علم کے لئے سفر کیا اور گوجر خان پنجاب تشریف لائے، وہاں مولانا عبدالمتینؒ کے ہاں پانچ سال رہے اور مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کرتے رہے، ۱۹۶۵ء میں علاقہ چھچھ کے گاؤں نوتوپہ آئے اور یہاں مولانا محمد معصوم عرف کابل مولوی صاحب سے شرح جامی، فصول اکبری اور صرف میر وغیرہ پڑھیں۔ ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، فنون کی کتابیں یہاں کے اساتذہ سے پڑھتے رہے، دارالعلوم تعلیم الاسلام کاملپور رموئ میں مزید دو سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث کیلئے مرکز علم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔اور ۱۹۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔

درس وتدریس:

فراغت کے فوراً بعد اپنی تدریسی زندگی کا آغاز، جامعہ امداد الاسلام فتح اللہ ضلع اٹک، دارالعلوم ترتیل القرآن تاجک اور دارالعلوم تعلیم الاسلام کاملپور رموئ میں ۱۴ سال پڑھانے کے بعد اپنے مدرسے کی بنیاد رکھی، جس کا نام جامعہ جواہر القرآن ویسہ ہے۔

حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ تدریسی ذوق سے نوازا ہے عرصہ تیس سال سے موقوف علیہ پڑھا رہے ہیں۔مولانا مدظلہ کو قرآن کریم سے عشق ہے اور عرصہ ۴۰ سال سے شعبان ورمضان میں دورہ تفسیر پڑھا رہے ہیں، جس میں سینکڑوں طلبہ شرکت کرتے ہیں، دارالعلوم تعلیم الاسلام کاملپور رموئ میں عرصہ پانچ سال سے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

تصنیف وتالیف وافادات:

حضرت مولانا مدظلہ اگرچہ صرف تدریسی شخصیت ہیں لیکن طلبہ کو لکھنے پر بھی ابھارتے ہیں، مولانا کے تلامذہ نے آپ سے کم وبیش درجن کے قریب تقاریر ضبط کی ہیں، جن میں سے بعض کا تعارف درج ذیل ہے۔

خطبات حبیب:

حضرت مولانا غلام حبیب مدظلہ ایک کامیاب مقرر اور خوش الحان خطیب بھی ہیں، ہزاروں انسانوں کی زندگیاں آپ کے خطبات سے بدلی ہیں، مولانا مدظلہ کے خطبات میں توحید، عشق رسولؐ، سنت اور قرآن مجید کی عظمت کے پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ شرک وبدعت کے رَد میں آپ تیغ بے نیام ہیں۔ یہ خطبات کو جو کیسٹوں میں محفوظ تھے، حضرت مولانا مدظلہ کے تلمیذ ارشد مولانا طاہر محمد نے نقل کر کے اردو زبان میں کتابی شکل میں شائع کر کے ان خطبات کی افادیت کو بڑھا دیا ہے، ان خطبات کے مطالعہ سے مولانا کی قابلیت اور علمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اصول قرآن:

مولانا چونکہ ہر سال شعبان و رمضان میں دورہ تفسیر پڑھاتے ہیں، تو دورہ کے شروع میں اپنے مشائخ کے طرز پر قرآن فہمی کے اصول بیان فرماتے ہیں، ان اصول کو مولانا کے کئی شاگردوں نے جمع کیا ہے، اردو، پشتو، دونوں زبانوں میں کثیر تعداد میں اس کی فوٹو کاپیوں سے طلبہ استفادہ کرتے ہیں۔ اب کمپیوٹر کی کتابت اور مولانا مدظلہ کے نظر ثانی کے بعد شائع ہوئی ہے۔ قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سیکھنے والے طلبہ اور پڑھانے والے اساتذہ کے لئے مفید ہے۔

تفسیر الجواهر المفيد فی حل مشكلات القرآن المجيد:

قرآن مجید کے بعض مشکل مقامات کو مولانا مدظلہ نے مفسرین کے اقوال کی روشنی میں بہت آسانی کے ساتھ حل فرماتے ہیں، ان کو عربی، اردو، پشتو زبان میں ضبط کرلیا گیا ہے، طلبہ کے درمیان فوٹو اسٹیٹ کی شکل میں متعارف ہے، اب کمپیوٹر کتابت اور طباعت کے مراحل میں ہے۔

لمعات التنقيح على مشكوة المصابيح

مولانا تیس سال سے مشکوٰۃ شریف پڑھا رہے ہیں، مولانا مدظلہ کا طرز محدثانہ ہے، انہوں نے خود ہی مشکوٰۃ شریف پر شرح لکھی ہے، جو زیر ترتیب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کے تمام دینی خدمات کو قبول فرمائیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد نعیم اخونزادہ حقانی

پیدائش:

آپ شیخ الحدیث مولانا عزیز احمد خان کے ہاں لوگر اڑوند کے گاؤں ہونی سفلی میں ۱۳۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:

ناظرہ قرآن مجید، فارسی کتب، صرف نحو اور فقہ کے ابتدائی کتابیں اپنی والدہ مکرمہ سے پڑھیں، شرح جامی، ملا غفور، شرح ابن عقیل، منطق وفلسفہ اور معانی اپنے والد مکرم سے پڑھیں، عقائد، تفسیر، بلاغت اور دیگر فنون میں افغانستان اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں لائق وفائق اساتذہ سے کسب فیض کیا، جب تمام علوم وفنون میں یکتا ہوئے تو پھر علم حدیث پڑھنے کے لئے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور یہاں کے مشائخ بالخصوص محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ سے احادیث کی کتابیں پڑھیں اور ۱۳۸۶ھ میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فراغت کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند ہندوستان تشریف لے گئے اور وہاں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سے بعض کتابیں (حدیث واصول حدیث) پڑھیں اور ۱۳۸۷ھ ق/۱۳۲۱ھ ش میں فارغ ہوکر پاکستان تشریف لائے۔

درس وتدریس: مولانا اخندزادہ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے کیا اور یہاں ادب ومنطق کے دو سال تک تدریس کی، بعد ازاں افغانستان خوست، ولایت، مرمنڈی میں تین سال تک فقہ، تفسیر، اصول حدیث اور معقولات کا درس دیتے رہے۔ اس کے بعد نیاز کلا، پروان، کاپیسا وغیرہ علاقوں میں دس سال تک دورہ حدیث پڑھاتے رہے۔

انقلاب روس کے بعد آپ ہجرت کرکے پاکستان آئے اور ضلع کوہاٹ میں مہاجر کی زندگی بسر کرنے لگے، آٹھ سال تک ہنگو کے مشہور مدرسہ زرگری میں مسلم شریف اور ترمذی شریف کے علاوہ تفسیر ومعقولات کی کتابیں پڑھاتے رہے، اس کے مولانا محمد نبیؒ کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمدیہ چراٹ تشریف لائے، اور تین سال تک وہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ مدرسہ ضیاء المدارس بورڈ پشاور میں چھ سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر قائم رہے، غرض مولانا موصوف کی ساری زندگی درس وتدریس میں گزری۔

تحریک طالبان میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں اپنی مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ واساتذہ سے مشورہ کرتے رہے، تحریک میں آپ کے بے شمار تلامذہ بھی شریک تھے۔

تصنیف وتالیف۔ تقریر ترمذی: مولانا اخونزادہ کو چونکہ اللہ تعالی نے درس وتدریس کیلئے چنا تھا،

لہذا آپ کی تمام تر توجہ درس وتدریس کی طرف ہی رہا۔آپکے درس میں سینکڑوں افراد شرکت کرتے۔اسکے باوجود مولانا نے قلم وقرطاس سے رابطہ رکھا اور کئی ایک اہم کتابیں تصنیف کیں۔تقریر ترمذی آپ کے درسی افادات وامالی کا مجموعہ ہے جو آپ کے کسی شاگرد نے درس کے دوران نوٹ لکھ کر محفوظ کیا ہے۔ترمذی شریف کی افادیت کسی سے مخفی نہیں کہ شیوخ الحدیث اوراساتذہ حدیث اکثر فقہی اورمذہبی اختلافات پر بحث ومباحثہ کا اسی کتاب میں کرتے ہیں۔اس تقریر میں بھی اپنے اکابر کے طرز پر مذہب حنفی کے دلائل اور وجوہ ترجیح ذکر کئے گئے ہیں۔

ملخص العینی: بخاری شریف کے شروحات میں علامہ عینیؒ کے شرح کو بہت اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل ہے' مولانا اخونزادہؒ نے اس کے پہلے پارے کی تلخیص پشتو زبان میں کی ہے۔

حیاۃ الصحابہ: فارسی ترجمہ کی تصحیح اور بعض مشکل مقامات کا آسان حل۔

رسائل مختلفہ: آپؒ نے مختلف موضوعات پر مختلف اوقات میں چھوٹے بڑے رسالے لکھے ہیں' جن کے بارے میں صحیح معلومات نہ ہوسکیں۔

وفات اور تدفین: مولاناؒ نے اپنی وفات سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ مجھے اگر شیخ الحدیثؒ کا خاندان اجازت دیں تو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مقبر میں شیخ الحدیثؒ کیساتھ دفن کیا جائے' چنانچہ خانوادہ حقانی نے کمال فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اجازت دی اور یوں آپ کی تدفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مقبرہ میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم فرزند پر۔آمین

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ویب سائٹ سے آن لائن فتویٰ

دارالعلوم حقانیہ کے مفتیان کرام سے علمی' دینی' عصری اور جدید فقہی' مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے دارالعلوم کی ویب سائٹ /www.jamiahaqqania.edu.pk کے ہوم پیج (Home Page) پر Islamic Q & A online Fatawa کلک کر کے اپنا سوال بھیج اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف سے جلد جواب وصول کریں۔

از شعبہ : مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ادارہ

دارالعلوم کے شب و روز

امریکی سفیر کی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات: ۹/ جولائی ۲۰۱۳ء بروز بدھ کو پاکستان میں امریکی سفیر مسٹر رچرڈ اولسن نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے راولپنڈی میں ان کی رہائش گاہ پر آ کر اُن سے ملاقات کی۔ ملاقات سوا دو گھنٹے جاری رہی اس میں پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل کے علاوہ افغانستان کے طالبان اور پاکستان تحریک طالبان سے مذاکرات پاکستان کی نئی حکومت کی تبدیلی کی سمت پیشرفت سمیت امت مسلمہ کے بارے میں امریکی اور مغربی ممالک کی پالیسیوں پر تفصیلی بات چیت ہوئی مولانا مدظلہ نے ڈرون حملوں پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے حالات کے بہتر بنانے میں ایک بڑی رکاوٹ قرار دیا۔ رچرڈ اولسن نے بہت سی تجاویز اور خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ میں اسے واشنگٹن کے متعلقہ اہم افراد تک پہنچاؤں گا۔ قطر مذاکرات کے بارے میں سفیر نے کہا کہ درحقیقت ابھی مذاکرات شروع نہیں ہوئے اسے سنجیدگی سے شروع کرنے میں ہمیں آپکی مدد درکار ہو گی۔ مولانا مدظلہ نے مذاکرات کے آغاز میں مصر میں ہونے والی حالیہ تبدیلی پر اپنی شدید تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سے پوری امت مسلمہ نے اچھا اثر نہیں لیا وہ ایسے اقدامات کو پوری مسلم امہ کے جمہوریت کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں' سفیر کیساتھ امریکن ایمبسی کے اہم ارکان پولیٹیکل کونسلر مسٹر رک واٹرز اور پولیٹیکل آفیسر برائن بیڈیل شامل تھے۔

جناب شفیق الدین فاروقی کی علالت اور دعا کی اپیل: دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے خادم خاص اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے داماد اور ۴۰ سال سے رفیق سفر وحضر جناب شفیق الدین فاروقی صاحب ان دنوں شدید علیل ہیں۔ کینسر کے بعد اب فالج کے حملے کی وجہ سے مسلسل ہسپتال کے I.C.U میں صاحب فراش ہیں۔ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے خداداد صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ خصوصاً پچھلے چالیس سال سے ماہنامہ الحق اور موتمر المصنفین کے مطبوعات کی تدوین واشاعت میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دست راست و معاون رہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ نے تمام مسلمانوں' فضلاء حقانیہ سے عاجزانہ اپیل کی ہے کہ وہ موصوف کی جلد صحتیابی کے لئے خصوصی دعا کریں۔

حاجی حبیب الرحمٰن پراچہ کی وفات: دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے دیرینہ رفیق اور مخلص ساتھی حاجی حبیب الرحمٰن پراچہ گزشتہ دنوں ۹۲ سال کی عمر میں نوشہرہ میں انتقال فرما گئے۔ موصوف مرحوم حضرت شیخ الحدیثؒ کے سفر حج کے ساتھی تھے۔ اور اس وقت سے لے کر تادم مرگ حضرت شیخ الحدیث' دارالعلوم حقانیہ اور خاندانِ حقانی سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ مرحوم نے حضرت شیخ الحدیثؒ کے تمام الیکشنوں میں بھرپور ساتھ دیا اور ہر قسم کی جانی و مالی قربانی کیلئے پیش پیش رہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے علاقے سے چرم قربانی اکٹھا کر کر کے دارالعلوم روانہ کرتے۔ ادارہ ان کے تمام صاحبزادگان و پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۵-۱۴۳۴ھ ۱۴-۲۰۱۳ء

کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	ہفتہ	۱۰ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۷ راگست ۲۰۱۳ء
جدید دورہ حدیث	اتوار	۱۱ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۸ راگست ۲۰۱۳ء
جدید دورہ حدیث	پیر	۱۲ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۹ راگست ۲۰۱۳ء
اعدادیہ۔متوسطہ۔اولی۔ثانیہ۔دورہ حدیث	منگل	۱۳ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰ راگست ۲۰۱۳ء
رابعہ۔خامسہ۔سادسہ۔دورہ حدیث	بدھ	۱۴ر شوال 21 اگست ۲۰۱۳ء **افتتاح**
تکمیل، موقوف علیہ	جمعرات	۱۵ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۲ راگست ۲۰۱۳ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ ر رمضان سے ۱۴ر شوال بمطابق ۲۳ر جولائی تا ۲۱ راگست تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۱-۱۲ شوال بمطابق ۱۸-۱۹ راگست بروز اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا۔(امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا) صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء و تخصص فی الحدیث

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتا وتخصص فی الحدیث کیلئے داخلہ درخواست ۱۱ر شوال 18 راگست بروز اتوار تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور ٹیسٹ ۱۲ر شوال بمطابق 19 اگست بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ: ۱ (ا) تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

نوٹ: ۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔لہذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ لائیں.

نوٹ: ۳ حسب سابق دارالعلوم حقانیہ کے کتب میں داخل شدہ طلباء میں جو طلباء قراۃ والتجوید میں داخلہ لیں گے، مقررہ اوقات میں قراۃ وتجوید پڑھایا جائے گا اور آخر میں کامیاب طلباء کو سند دی جائے گی۔

نوٹ: ۴ حسب معمول ہر درجہ میں داخلہ کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے۔اور ساتھ ان ہی اسناد کی دو عدد فوٹو کاپی بھی لانا ضروری ہے۔

(دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ 21 راگست ۲۰۱۳ء بروز بدھ ہوگا)

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

● اشاریہ السیرہ عالمی ....مولانا محمد سعید شیخ

ششماہی السیرہ عالمی پاکستان کے ان چند گنے چنے رسائل میں سے ایک ہے جس نے اردو ادب کی سیرت لائبریری میں قابل قدر اضافہ کیا۔ تقریباً 14 سال سے یہ رسالہ مولانا سید فضل الرحمٰن صاحب اور ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب کے زیر ادارت نکلتا ہے اور تاحال اٹھائیس شمارے شائع ہو چکے ہیں ۔ زیر تبصرہ کتاب السیرۃ کے پچیس کے شماروں پر مشتمل اشاریہ ہے جسے محترم محمد سعید شیخ صاحب نے انتہائی عرقریزی کیساتھ مرتب یا ہے۔ اشاریہ میں حسب ترتیب بہ لحاظ مصنفین' مقالہ نگار' بہ لحاظ مضامین رعنوان مقالہ' بہ لحاظ موضوعات' بہ لحاظ زمانی ترتیب' حمد ونعت' تبصرہ کتب' بہ لحاظ مولف کتاب ر بہ لحاظ عنوان کتاب اور بہ لحاظ تبصرہ نگار ذکر کیا ہے ۔عرض مرتب کے عنوان سے محمد سعید شیخ صاحب ''السیرۃ'' اور اسکے موضوعات متنوع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''السیرۃ کے موضوعات کے تنوع، وسعت، حسن ترتیب وپیش کش، مضامین میں گہرائی وگیرائی کی بہ دولت ہم بلا خوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسے انسائیکلو پیڈیا آف سیرہ کا درجہ حاصل ہے ۔ پچیس شماروں تک دس ہزار سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے اس سیرتی ادب میں سیرت طیبہ کے تین سو سے زائد اہم ترین موضوعات پر بحث کی گئی ہے ۔ بعض مقالات تو قسط وار ہیں جو اپنی انفرادیت وندرت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ مثال کے طور پر سیرت طیبہ میں تاریخوں کے تضادات کو رفع کرنے کے حوالے سے تحقیقی مقالہ ''السیرۃ النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام' توقیتی تضادات کا جائزہ'' پروفیسر ظفر احمد کی توسع علمی ، دقیق فکری اور عمیق نظر کا بین ثبوت ہے ۔ چھبیسویں شمارے تک اس وقیع مقالے کی دو ہزار آٹھ صفحات پر مشتمل اٹھارہ اقساط قارئین السیرہ کی نذر ہو چکی ہیں اور فاضل مقالہ نگار کا زورِ قلم تاہنوز جاری ہے''

144 صفحات پر مشتمل یہ اشاریہ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے ۴/ ۱۷، ناظم آباد نمبر ۴ کراچی -/200 روپے میں دستیاب ہے

● پاکستان میں اردو سیرت نگاری ......ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن

زیر تبصرہ کتاب نامور سیرت نگار جناب ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب کا مقالہ ہے جو ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے زیر اہتمام ایک علمی نشست میں پیش کیا گیا جس میں پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے آغاز وارتقاء اور گزشتہ ساٹھ سالہ دور میں اس موضوع پر لکھی جانیوالی ڈیڑھ سو کے قریب اہم کتب اور رسائل ومجلات کی خاص اشاعتوں کا تعارف کیا گیا ہے ۔ اسالیب سیرت ، فہرست منظوم کتب ، پی ایچ ڈی مقالات' خواتین کی سیرت نگاری ، تراجم سیرت، رسائل وجرائد وغیرہ جیسے اہم عنوانات کے ذیل میں مقالہ نگار نے سیرت کے حوالے سے گرانقدر ذخیرہ جمع کیا ہے ۔ البتہ بعض مقامات پر مقالہ نگار نے موضوع سے ادنی ملابست کی بناء پر ہندوستانی کتابوں کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔ مقالے کے افادیت اور جامعیت کی وجہ سے بعض اہل علم کی درخواست پر ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب نے

اسے کتابی شکل میں منتقل کیا جس سے قارئین آسانی سے استفادے کر سکیں گے۔ سیرت نبی ﷺ کا یہ انمول تحفہ بھی اور زوار اکیڈمی کراچی سے ایک سو پچاس روپے جیسے مناسبت قیمت میں دستیاب ہے۔(م۔ا۔م)

● تحفہ الاسلام ......مولوی حافظ محمد اکرام الدین

مولوی حافظ محمد اکرام الدین صاحب قدوہ المفسرین زبدۃ المحدثین جناب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے شاگرد رشید ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب دراصل شاہ عبدالعزیزؒ کی زبان سے نکلے ہوئے جواہر اوران کے بیانات سے چنے گئے بے شمار دقائق واسرار کا مجموعہ ہے' یہ رسالہ ۱۲۴۲ھ محرم الحرام میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یہ رسالہ ام الکتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے تفسیری فوائد قدوۃ المفسرین شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے ماخوذ ہیں اور فقہی لغوی نحوی اور صرفی ابحاث کی نسبت عام لوگوں کے عمومی فائدہ اور رشد و ہدایت کو مدنظر رکھا گیا ہے متعدد اقوال کی صورت میں قرآنی کلمات سے قرب حضور اقدس کے ارشادات اور جمہور علمائے تفسیر کے اختیار فرمودہ اقوال کو ترجیح دی گئی ہے' علماء طلباء کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ احباب اور معمولی پڑھے لکھے لوگوں کے لئے بھی اس سے فائدہ اٹھانا اور ام الکتاب کے علوم ومعارف سے بہرہ ور ہونا آسان ہوگیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور حافظ اکرام الدین صاحبؒ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اوراس کے ناشر کو عمر نوح عطا فرمائے کہ ایسے نایاب علمی وتحقیقی کتب کو شائع کر کے منظر عام کو معطر کرتے رہے امین۔ کتاب کے صفحات ۹۶ ہیں اور ناشر القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ نوشہرہ ہے۔

● تسہیل المعانی ......مولانا انیس احمد مظاہری

علم معانی وہ عظیم الشان علم ہے جس پر قدیماً وحدیثاً کم اور کیف کے اعتبار سے بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری وساری ہے' پہلے متون آئی پھر اسکے متعلق شروحات اور پھر شروحات کے شروحات کام شروع ہوا اور پھر اسکی تسہیلات وغیرہ کا سلسلہ جاری ہوا۔ رفتہ رفتہ اس فن نے اتنی وسعت اختیار کی کہ آج اس فن پر تحریر کی گئی رسائل وکتابیں شمار میں لانا دشوار ہے اور اس سلسلے میں عربی اور فارسی میں بھی زبردست کام ہوا ہے لیکن اردو میں بھی اس پر کافی کام ہوا اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے اور جاری رہے گا اس سلسلہ کی ایک مفید کڑی زیر تبصرہ کتاب ہے حجم کے اعتبار سے تو مختصر ہے لیکن علم معانی' بیان اور بدیع کے تمام اساسی قواعد ومبادایات اصول وضوابط کیساتھ ساتھ اہم قوانین پر مشتمل ہے اگر ہم اس کو تمام علم معانی کا عطر اور نچوڑ کہہ دیں تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ گراں بہا مختصر مجموعہ مدرسہ احسان القرآن والعلوم نبویہ لاہور کے نامور محقق وفاضل جناب مولانا انیس احمد مظاہری حفظہ اللہ کی تالیف ہیں حضرت ایک نامور محقق اور مصنف ہیں اس کے علاوہ بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ لیکن حضرت کی یہ کتاب اس قابل ہے کہ مدارس دینیہ عربیہ کے نصاب میں شامل مختصر المعانی اور دروس البلاغہ سے قبل کے درجات نصاب میں شامل کیا جائے تو اس کی پڑھائی سے طلباء اور اساتذہ کو اس دقیق علم کی سمجھ بوجھ میں آسانی ہوگی اور حصول مقصد کیلئے ممدومعاون بھی ہوگا اور اسی علم وفن سے مناسبت رکھنے والوں کیلئے اس سے استفادہ کرنا لازمی ہے۔

105 صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ حرمین دکان نمبر ۲۳ الحمد مارکیٹ' غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور میں دستیاب ہے۔

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
اور کیا چاہیئے!
Brands
Award

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khatta

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب ؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین
تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

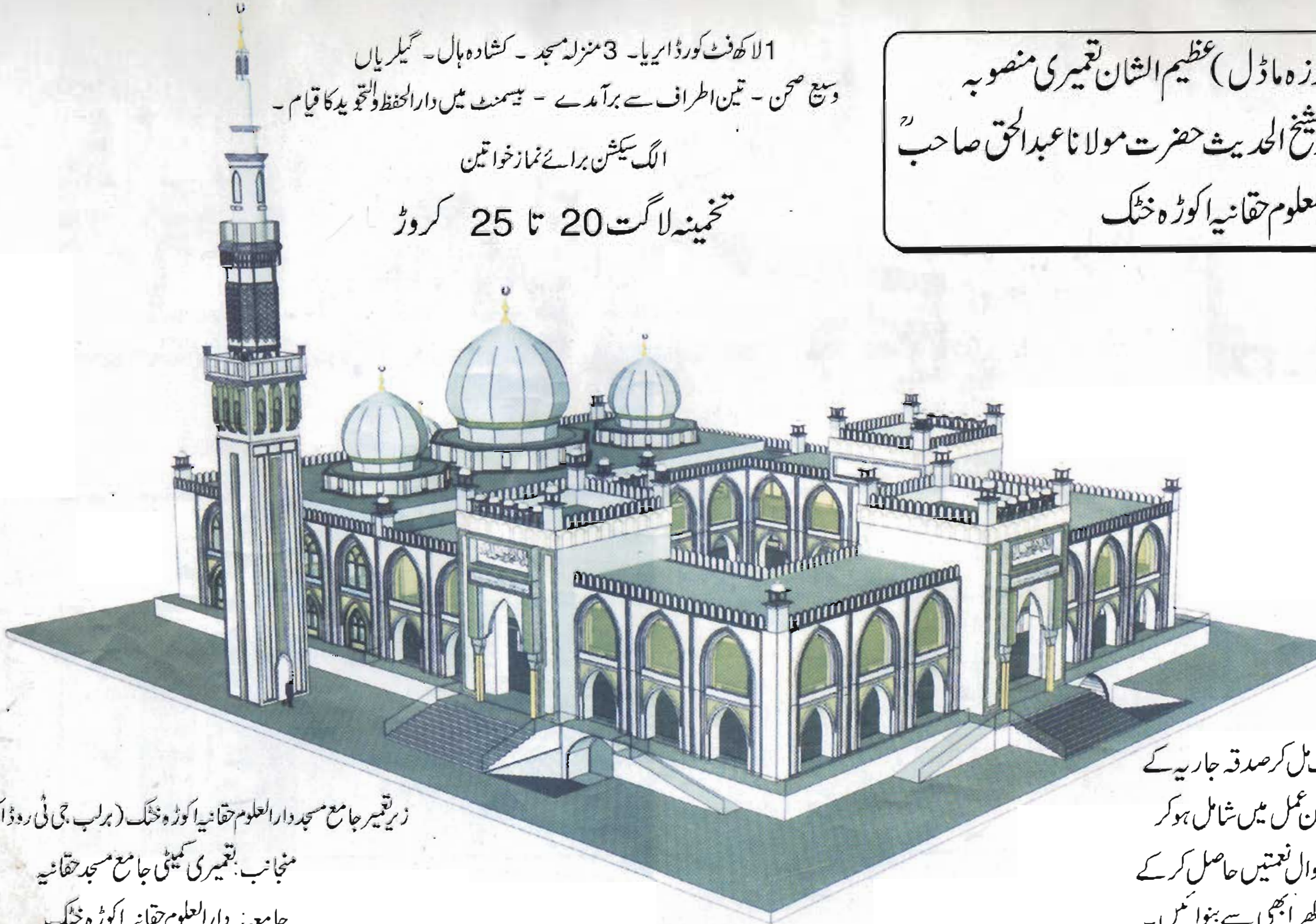

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک